کتابی سلسلہ جہانِ نعت

شمارہ ۸

مارچ ۲۰۱۴ء

کرناٹک میں نعت گوئی

مرتب: غلام ربانی فدا

ہدیہ: ۵۰ روپئے

رابطہ

JAHAN-E-NAAT

G .Rabbani AKKI..#83-200 Janta Plot HIRUR

Post: Hirur, Tq: Hangal,

Dist:Haveri-581104(karnatak)

Email:gulamrabbanifida@gmail.com

_jahanenaat@gmail.com

www.jahanenaat.yoalsite.com

Mobile:+91-9741277047

نوٹ: ڈاک کی بدنظمی کی باعث اکثر ڈاک نہیں ملتی یا تاخیر کا شکار ہوتی ہے، مضمون نگار حضرات برائے کرم اپنی مضامین ای میل کریں

راجا رشید محمودؔ

(مدیر اعلیٰ ماہنامہ نعت لاہور پاکستان)

کے نام

جن کی نعتیہ خدمات تاریخ کبھی
فراموش نہیں کرسکتی

مشمولات

حمد باری تعالیٰ	منیر احمد جامیؔ	4
مدحت خیر الانام	سلیمان خمار	5
کرناٹک میں نعت گوئی۔ایک مطالعہ	غلام ربانی فدا	6
کرناٹک میں نعت گوئی کے پچاس سال	ڈاکٹر ایس ایم عقیل	13
خطہ ملناڈ میں نعت گوئی کی روایت	م پ راہی بھدراوتی	21
بیدر میں نعت گوئی۔۔آزادی کے بعد	محمد یوسف رحیم بیدری	29
کرناٹک میں شاعرات کی نعت گوئی	رافعہ سعادت علیگ	34
گلبرگہ میں فن نعت گوئی مابعد آزادی	ڈاکٹر وحید انجم	42
دوفراموش کردہ نعت گوشعرا	غ،رفداؔ	53
نعت کائنات	متفرق شعرا	57
کائناتِ نعت	متفرق شاعرات	83

سبحانہ وتعالیٰ

تیرے جلووں سے نظاروں کی فضا روشن ہے
ذرے ذرے میں ترا حسنِ عطا روشن ہے

صبح کے نور کی تہذیب ہے تجھ سے روشن
چاندنی میں تری رحمت کی ردا روشن ہے

میری سانسوں میں فروزاں ہے ترا حسنِ کمال
دھڑکنوں میں تری قدرت کی ادا روشن ہے

عین ممکن ہے کہ حاصل ہو تری خوشنودی
میرے ہونٹوں پہ تری حمد و ثنا روشن ہے

یہ ہے خلاقِ دو عالم کا تصور جامیؔ
ظلمتِ قلب ونظر میں جو دیا روشن ہے

منیر احمد جامیؔ (بنگلور)

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

عشق رسول دل میں بسانا بھی نعت ہے
اوصاف مصطفیٰ کا سنانا بھی نعت ہے
طیبہ کی بچیوں کا شہِ دیں کی شان میں
رستوں پہ آکے دف کا بجانا بھی نعت ہے
میدانِ کربلا میں پئے حرمت رسول
ابن علی کا سر کو کٹانا بھی نعت ہے
عشقِ نبی میں ڈوب کے حضرت اویس کا
دندان کا دہن سے گرانہ بھی نعت ہے
سرکارِ دو جہاں کے لئے غارِ ثور پر
مکڑی کا آکے جالا بنانا بھی نعت ہے
سردار انبیاء کی ولادت پہ منہ کے بل
سارے بتوں کا خود کو گرانہ بھی نعت ہے
معراج میں خدا کا نبی کریم کو
سات آسمان کی سیر کرانہ بھی نعت ہے
سرشار ہو کے جذبۂ حُبِّ رسول سے
بزمِ سُخن میں آپ کا آنا بھی نعت ہے
حکیمِ رسولِ پاک کی تعمیل میں خمارؔ
سورج کا پھر سے لوٹ کے آنا بھی نعت ہے

سلیمان خمار بیجاپور

کرناٹک میں نعت گوئی

ایک مطالعہ

جہانِ نعت کا یہ تازہ شمارہ جو ’’کرناٹک میں نعت گوئی‘‘ کے عنوان سے ہے۔ دراصل ناچیز کی ایک مرتب کردہ کتاب تھی۔ کچھ تقاضوں کی وجہ سے اب تک شائع نہیں کر سکا تھا۔ احباب کے مشوروں سے جہانِ نعت کے خصوصی شمارے کی شکل میں ہم پیش کرنے کی جرات کر رہے ہیں۔ کرناٹک کے جامعات میں میسور یونیورسٹی اور گلبرگہ یونیورسٹی میں ایم فل کے ئے مقالے لکھے گئے۔ ایک خاتون کوئمپو یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کر رہی ہیں۔ ہم انہیں ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہیں۔ یہ شمارہ پیش کر کے ہم یہ دعویٰ بھی نہیں کرتے کہ یہ مختصر شمارہ کرناٹک کے مکمل نعتیہ زماں کو اجاگر پائے گا۔ لیکن یہ کامل یقین ہے کہ یہ نشانِ منزل تو کم از کم ضرور ثابت ہوگا۔ اللہ نے جتنی توفیق دی اور جتنی ہماری توانائی تھی ہم نے الحمد اللہ اتنا کام ضرور کیا ہے۔ باقی دیگر محققین و ناقدین کی ذمہ داری ہے۔ یہ شمارہ جناب محمد اقبال (سابق مدیر روزنامہ سالار بنگلور) جناب منیر احمد جامی (مدیر روزنامہ سیاست بنگلور) جناب فیروز احمد سیفی (امریکہ) جناب ڈاکٹر ریاض احمد ریاض (ہبلی) اور خصوصاً پیرِ طریقت حضرت صوفی الحاج راجی سید محمد سعید الدین شاہ شاہ نوری جنیدی صاحب قبلہ (سنکیشور) کا ممنون ہوں جن کی بدولت یہ شمارہ پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔ نعتیہ رسالہ وہ بھی اردو میں شائع کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ بلکہ یہ رب کائنات کی مہربانی ہے جو میری زیست کا عنوان بنا۔

نعت کیا ہے؟ نعت ایک انتہائی محترم صنفِ سخن بھی ہے اور رحمتِ پروردگار بھی۔ خدائے قدوس عاشقانِ رسول ﷺ پر مہرباں ہوتا ہے تو انھیں نعت گوئی اور نعت خوانی کی توفیق عطا کرتا ہے۔ نعت کی روایت درود و سلام سے عبارت ہے۔ اللہ نے نے ایمان والوں کو آقائے دو عالم ﷺ پر درود و سلام کے ڈالیاں نچھاور کرنے کا حکم صادر فرمایا ہے۔ ایک محقق

نعت کے الفاظ میں:

دُرود کی بدولت دُرودوں کی خوش بو میں بس کر جب نعت کا قافلہ چلا تو صدیاں سمٹ کر رہ گئیں۔ وقت اور زمان و مکان کے تصورات سے ماوریٰ اس کاروانِ نعت کی رفتار میں کبھی کمی نہیں آئی۔ اس کاروانِ نعت کے ہر خوش بخت مسافر کو توفیق نعت خود خدا عطا کر رہا تھا۔ کیوں کہ جس کی توصیف کا حکم دیا جا رہا ہے وہ خود ربّ کائنات کا محبوب ہے۔ وہ فرشتوں کے قدسی ترانوں کا موضوعِ خاص ہے۔ وہ جملہ انبیا و رُسل کی مناجاتوں کا اعزاز ہے۔ خدائے محمد ﷺ نے نعتِ محمد ﷺ کی توفیق بخش کر اصحابِ نعت کا رُتبہ اس قدر بلند کر دیا کہ نعت گو شعرا نعت کہتے ہوئے فخر محسوس کرنے لگے کہ یہ صنفِ سخن تو وجہِ نجات بن گئی ہے۔ کیوں کہ خدا اور مخلوقِ خدا ثنائے رسول ﷺ کو ہی معمول بنائے ہوئے ہیں۔ خدا اس لیے کہ وہ اس تخلیق نور پر اپنی رحمتوں کا نزول فرما رہا ہے اور مخلوقِ خدا اس لیے کہ ثنائے رسول کے بہانے انھیں خوشنودیِ حضور کے پردے میں رضائے الٰہی کی جلوہ گری نظر آ رہی ہے۔ یہی توفیق خداوندی اعزاز بھی ہے اور سرمایۂ ناز بھی۔

جب شاعرِ نعت کو توفیق خداوندی سمجھ کر، عشق و عقیدت کو زادِ راہ بنا کر اشہبِ قلم کو صفحۂ قرطاس پر رواں کرتا ہے تو پھر اس کا قلم شہکار رقم بن جاتا ہے۔ اس کی فکر کے آسمان پر نیاز و عقیدت کے ستارے طلوع ہوتے ہیں۔ اس کے بے جان لفظ فقط خود ہی حیاتِ دوام سے ہم کنار نہیں ہوتے بلکہ شاعر کو بھی نیک نامی اور سربلندی کی خلعت عطا کرتے ہیں۔ یہی کلام اس قدر مؤثر اور دل آویز ہو جاتا ہے کہ اس کے وجود سے قرطاس و قلم کو آبرو عطا ہوتی ہے۔ اس کے وجود سے اوراق مہکتے اور اذہان جگمگانے لگتے ہیں۔ جوں جوں شاعر فکرِ نعت میں گم ہو کر تجلیاتِ حضور ﷺ کے قلزمِ نور میں گم ہوتا ہے اس پر نئی صبحیں طلوع ہوتیں اور نئے زمانے اس کا مقدر بنتے ہیں۔ ایسے زمانے جو فردا اور امروز کے تصور سے بے نیاز ہو کر شامِ ابد تک رسائی کا اہتمام کرتے ہیں۔ ذوقِ نعت کی پختگی قلم کو عنبر فشانی اور عشق و عقیدت کے بحرِ بے کراں کو مستقبل کی نامعلوم سرحدوں کی جانب روانی عطا کرتی ہے۔

نعتِ رسول ﷺ روزِ اوّل ہی سے کائناتِ انسانی کی اپنے آقا و مولا ﷺ سے قلبی و روحانی وابستگی کی مظہر بنی ہوتی ہے۔ یہ واحد صنفِ سخن ہے جو شاعر کے کلام کو دوام عطا کرتی اور مطلعِ ہستی پر آفتاب ستارہ کی صورت اُبھرتی ہے۔ نعت کی فکر اور ممدوحِ نعت کی یاد میں بسر ہونے والا

ہر لمحہ عبادت، ہر ساعت سعادت اور ہر شعر صحیفۂ عقیدت کی نورانی آیت ہے۔ خدائے کریم نے ازل کی ساعتوں میں ثنائے رسول کے جس سلسلے کا آغاز فرمایا تھا وہ جاری و ساری ہے۔ ماضی ہو یا دورِ حال یا زمانۂ استقبال، ہر دور نے فکرِ نعت سے شادمانی کشید کرنے کا اہتمام کیا ہے۔

سیّدنا حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نعت نگاری کو نیا اسلوب اور روحانی بانکپن عطا کیا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ ربِ ممدوحِ خدا و ملائکہ پیشِ نظر تھا۔ اب غارِ حرا کی خلوتوں سے اُبھرنے والا چاند مدینہ طیبہ کو مرکزِ نور بنا کر اطراف و اکنافِ عالم کو اپنی تعلیمات سے یکساں طور پر فیض یاب کر رہا تھا۔ اس لیے حسانِ بن ثابت، کعب بن زہیر، عبداللہ بن رواحہ رضوان اللہ علیہم سمیت اس عظیم دور کے نعت گو شعرا کی نعتوں میں عشق و عقیدت کا اور ہی والہانہ پن پایا جاتا ہے۔ بعد کے ادوار کے شعرا اُن کے نقشِ قدم پر چلتے رہے۔ ہر صدی اور ہر عہد میں نعتوں کی کلیاں مہکتی رہیں۔ عشق و عقیدت کے گلہائے سدا بہار اپنی لازوال خوشبو سے دلوں کو عنبر اور افکار کو معنبر کرتے رہے۔ عربی، اردو، فارسی ہو یا ہندی ہر زبان اپنا بہترین اثاثہ دربارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں نذر کرتی رہی۔' (نعت رنگ کراچی)

اردو زبان میں سب سے پہلے نعت گوئی کی سعادت بھی ریاست کرناٹک کے ہی شاعر کے حصہ میں آئی۔ ماہر دکنیات ڈاکٹر محمد علی اثر رقمطراز ہیں۔

''قدیم دکنی کی اولین تحریریں، دنیا کی اکثر زبانوں کے اولین تحریری نمونوں کی طرح صوفیوں اور مذہبی رہنماؤں کی تحریریں ہیں۔ موجودہ معلومات کی روشنی میں حضرت سید محمد حسینی خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۷۲۱ھ/ ۱۳۱۲ء۔ ۸۲۵ھ/ ۱۴۲۱ء) دکنی کے پہلے شاعر اور نعت گو بھی تھے۔ خواجہ صاحب عربی اور فارسی کے بہت بڑے عالم تھے۔'' (نعت رنگ کراچی شمارہ ۲۱)

پروفیسر نثار احمد فاروقی کا بیان ہے:

> خواجہ صاحب کی اکثر تصانیف فارسی میں اور بعض عربی میں ہیں۔ ان کے علاوہ آپ کا ہندوی (دکنی) کلام بھی ہے۔ ظاہر ہے کہ ہندوستانی زبان اور محاورے سے آپ پوری طرح واقف تھے اور جوامع الکلم سے ایسا اندازہ ہوتا ہے کہ آپ نے کسی قدر سنسکرت بھی پڑھی تھی۔ اور اس کی بعض کتابوں کا مطالعہ بھی کیا تھا۔ اپنی خانقاہ میں آنے والے عام لوگوں سے آپ ہندوی ہی میں گفتگو کرتے

تھے۔ (پروفیسر نثار احمد فاروقی، خواجہ بندہ نواز گیسو دراز، ایوانِ اردو، دہلی، مارچ ۲۰۰۴ء، ص ۷

بعض محققین اردو کے اولین نعت گو شاعر فخرالدین نظامی مصنف مثنوی ''کدم راو پدم راو'' کو مانتے ہیں۔ بہرکیف۔

کرناٹک میں نعت گوئی نہایت قدیم ہے۔ جتنی اردو کی عمر ہے اتنی ہی ریاست میں نعت گوئی کی بھی۔ غزلیہ شاعری میں ریاست کرناٹک کے شعرا شمالی ہند کے شعرا سے کم نہیں۔ اگر نعت کے حوالے سے بحث کی جائے موضوعات وطرز اظہار میں برصغیر کے نعت گو شعرا سے تقریباً نصف صدی پیچھے ہیں۔ حال ہی میں ایک محفل میلاد میں ناچیز حاضر تھا۔ ایک مقرر بڑی شان کے ساتھ اس شعر کو پڑھ رہے تھے۔

تیری بند مٹھی میں ہے بانکپن میرا

اس مصرعہ کے فنی وشرعی حیثیت ناقدین ادب ہی بیان کر سکتے ہیں۔ مجھ ناچیز کے بس کی بات نہیں۔ ہمارا حال تو یہ ہے کہ ایک مشہور 'گویا' دوسروں کی نعت اٹھا کر پڑھتا ہے۔ مشاعروں میں بھی اور محفلوں میں بھی۔ مزید دعویٰ کہ یہ نعت کل رات ہی قلمبند ہوئی ہے۔ مجھے اچھی طرح سے یاد ہے شہر رانی بنور کے ایک نعتیہ مشاعرے میں ایک 'گویا' نے خالد محمود خالد کی مشہور زمانہ نعت جس کا پہلا مصرعہ یوں ہے۔

دل ٹھکانہ میرے حضور کا ہے

کو اپنی نعت کہہ کر مشاعرہ پڑھ گیا۔ خوفِ خدا، شرم نبی، احساسِ گناہ کچھ بھی نہیں رہا۔ ہر طرف اپنی واہ واہ کی امید اور آرزو، کاش ہم سمجھ پاتے کہ جس کی مدح وثنا کی ہم ادنیٰ سی کوشش کر رہے ہیں۔ کس منہ سے قیامت میں ان کے سامنے جاسکیں گے؟ خدا نہ کرے کہ نبی ﷺ میدان محشر میں اپنے غلاموں کی صف سے نکال کر چوروں کی قطار میں کھڑا کرے۔ بے ادبیاں اور محدود موضوعات کرناٹک کے نعت گو شعرا میں عام سی بات ہے۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ کرناٹک میں نعت گوئی کے حوالے سے کافی کام ہوا ہے۔ اور بھی بہت ساری چیزیں نامعلوم پردوں میں ہیں۔ ریاست میں معیاری نعت گو شعرا فہرست ترتیب دی جائے تو میرا دعویٰ ہے ۱۵ ناموں سے زیادہ نہ مل پائیں گے۔ ورنہ نعت بہ حیثیت عبادت ہر چھوٹے بڑے شاعر نے کہی ہے۔

ہندوستان آزاد ہونے کے بعد علاقائی زبانوں کی اعتبار ریاستوں کی تشکیل ہوئی۔کنڑا بولنے والوں کی وجہ یکم نومبر ۱۹۵۷ء کو ریاست میسور کی تشکیل ہوئی جس میں علاقہ ممبئی کرناٹک، حیدرآباد کرناٹک اور دوسرے حصوں کو بھی شامل کیا گیا۔پھر یکم نومبر ۱۹۷۱ء کو ریاست میسور سے ریاست کرناٹک نام مبدل کیا گیا۔

ریاست کرناٹک کی صوفیوں کی سرزمین رہی ہے۔صوفی شعرا کے بے شمار نعتیہ مجموعہائے کلام شائع ہوئے۔جو ان کے مریدین ومتوسلین کے ذاتی لائبریریوں اور خانقاہوں میں باقی رہے یا پھر گرد کے نذر ہو گئے۔کرناٹک میں پہلا صاحب مجموعہ نعت گو شاعر کون ہے اس بات کا فیصلہ کرنا بیحد مشکل ہے۔حال ہی میں صوفی الحاج راجی سید سعید الدین شاہ شاہنوری کی ذاتی لائبریری میں ''یادگارِ قدیرؔ'' قدیر ہلکٹہ شریف کا نعتیہ مجموعہ نظر سے گزرا جس کا سن اشاعت ۱۹۵۱ء ہے جس کے اب تک متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔اور اس سے پہلے میرے جد امجد مرحوم خانصاحب سلیم کا پہلا نعتیہ مجموعہ ''نذرِ طیبہ'' ۱۹۳۸ء میں منشی پریس لکھنؤ سے شایع ہوا۔دوسرا مجموعہ ''یا ایھا النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم'' ۱۹۵۷ء میں شائع ہوا۔زین العابدین تقدیرؔ (متوفی ۱۹۵۱) کا نعتیہ مجموعہ ''نوشتۂ تقدیر''، خطیب قادر باشاہ (متوفی ۱۹۱۵ء) کے نعتیہ مجموعہائے کلام ''مدح پیغمبر الہٰ'' اور ''نعت خیر البشر'' کی سن اشاعت معلوم نہ ہو سکی۔ہم اس مضمون میں ۱۹۵۷ء کے بعد کے مجموعہائے کلام کی ایک نامکمل فہرست پیش کرنے جا رہے ہیں اس امید کے ساتھ کہ اہل علم حضرات اپنا اپنا حصہ ڈال کر اس فہرست کو تکمیل کر سکیں۔

نمبر	مجموعہ	شاعر	سن اشاعت
۱	یا ایھا النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم	خان صاحب سلیمؔ	۱۹۵۷ء
۲	خطاب تاب	کلام قمر	۱۹۶۰
۳	صحیفۂ درخشاں	سیدہ اختر	۱۹۶۵
۴	رحمت تمام	صابر شاہ آبادی	۱۹۷۰
۵	حرم کا تحفہ	فیاض بلگوڈی	۱۹۷۱
۶	آئینہ رحمت	صابر شاہ آبادی	۱۹۸۲

۷	نقش لاثانی	منیر احمد جامی	۱۹۸۳ء
۸	ضامن نجات	صابر شاہ آبادی	۱۹۸۴ء
۹	گلزارِ حرم	اظہار افسر	۱۹۸۵ء
۱۰	نورِ ظہور	اکمل آلدوری	--
۱۱	انوار طیبہ	تاج نوردریا	--
۱۲	محراب دعا	صغریٰ عالم	۱۹۹۰
۱۳	ورفعنا لک ذکرک	سید خسرو حسینی	۲۰۰۰
۱۴	اوج سخن	کوثر جعفری	۲۰۰۰
۱۵	ردائے رحمت	ڈاکٹر ایس ایم عقیل	۲۰۰۳
۱۶	آبروئے سخن	اسد اعجاز	۲۰۰۳
۱۷	انوار رحمت	نازرانی بنوری	۲۰۰۳
۱۸	اعتراف	رزاق افسر	۲۰۰۵
۱۹	جذبہ اطہر	سلام نجمی	۲۰۰۵
۲۰	نور ہدایت	بشیر بیجاپوری	۲۰۰۵
۲۱	شمع ہدیٰ	حافظ کرناٹکی	۲۰۰۵
۲۲	بیاض ثنا	رزاق اثر شاہ آبادی	۲۰۰۶
۲۳	سرحد یقیں کی	ریاض احمد خمار	۲۰۰۶
۲۴	نغمات ازل	ڈاکٹر محمد حسین فطرت	۲۰۰۷
۲۵	ازہار مدینہ	سید محمد محی الدین قیس	۲۰۰۸
۲۶	دعا کے پھول	سراج زیبائی	۲۰۰۹
۲۷	مہبط انوار	ڈاکٹر راہی فدائی	۲۰۰۹
۲۸	ابر رحمت	ڈاکٹر وحید انجم	۲۰۱۰

۲۹	پہلی ضیا	صبیح حیدر	۲۰۱۰
۳۰	گلزارِ نعت	غلام ربانی فدا	۲۰۱۰
۳۱	یا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	غلام ربانی فدا	۲۰۱۱
۳۲	صحرائے مدینہ	غلام ربانی فدا	۲۰۱۱
۳۳	گلشن مدینہ	غلام ربانی فدا	۲۰۱۲
۳۴	بیابانِ مدینہ	غلام ربانی فدا	۲۰۱۲
۳۵	جہاں محمد وہاں خدا ہے	جیلانی شاہد	۲۰۱۳
۳۶	تجلیات مدنی	سورج کرناٹکی	۲۰۱۳
۳۷	افکارِ مبین	مبین منور	۲۰۱۳
۳۸	یا نبی یا نبی یا نبی	غلام ربانی فدا	۲۰۱۴

انتخابات

جلوۂ رحمت: (کوثری جعفری، ۲۰۰۲)گلستان رحمت، :(عثمان شاہد،)اکرام، مدنی رنگ۔

مجھے یقین ہے اس کے علاوہ اور بھی بے شمار نعتیہ مجموعہائے کلام ہوں گے جو ہمارے علم میں نہیں ہیں۔ جن کے پاس بھی ہیں برائے کرم دوسروں تک اس کا علم پہونچائیں۔ اور ہمیں مطلع فرمائیں۔

صاحبانِ قلم کا بروقت قلمی تعاون نہ ملنے کی وجہ سے جہان نعت کو کتابی سلسلہ میں شائع کیا گیا ہے۔ انشاء اللہ آئندہ بھی۔ امید اہل علم وقلم ہمارا علمی و عملی تعاون فرمائیں گے۔

غلام ربانی فداؔ

کرناٹک میں نعت گوئی کے پچاس سال

ڈاکٹر ایس ایم عقیل شیموگہ

عربی ادب میں نعت گوئی کی روایت حسان بن ثابت سے ثابت ہے لیکن اردو میں انفرادی طور پر نعت گوئی کو جدید فن قرار دیا جاسکتا ہے۔ اردو ادب کے ابتدائی دور میں مثنوی گو شعرا اپنی مثنوی کی ابتداء حمد، نعت، منقبت اور مناجات سے کیا کرتے تھے۔ مرثیہ، مثنوی، قصیدہ رباعی اور غزل کی طرح ایک صنف کی حیثیت سے نعت گوئی کو کبھی اختیار نہیں کیا گیا۔ آج بھی نعت کو اردو ادب میں ایک صنف کی حیثیت نہیں دی گئی ہے۔ اردو دنیا میں ایسا کوئی ادارہ بھی نہیں ہے جو یہ اعلان کرے کہ فلاں فن کو صنف کی حیثیت دی گئی ہے۔ مقبولیت کی بنیاد پر کئی اصناف ادب و اصناف سخن رائج ہوگئی ہیں۔ لیکن ان کی صنفی حیثیت آج بھی مشکوک ہے۔ نعت شریف بھی اسی زمرے میں شامل ہے۔ پہلے ہی سے نعت شریف کسی دوسری صنف میں ضمنی طور پر استعمال ہوتی رہی ہے۔ یہ ایک الگ بحث ہے کہ اس کی وجہ چاہے تقدس ہو یا باعث برکت۔ یہی وجہ ہے کہ نعت شریف کی کوئی مخصوص ہئیت نہیں ہے۔ نعت گوئی ایک بہت ہی مشکل فن ہے، کہا جاتا ہے کہ "باخدا دیوانہ باش با محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ہوشیار"۔ خدا کی شان میں گستاخی ہو جائے تو کوئی بات نہیں، وہ بڑا رحیم و کریم ہے، اپنی رحمت کی بدولت بخش دیگا لیکن محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان میں گستاخی نہ اللہ کو پسند ہے اور نہ ہی کسی امتی کو غرض یہ راستہ بہت کٹھن ہے۔ کئی عظیم شعرا ایسے بھی گزرے ہیں جن کے کلام میں نعت کا ایک شعر بھی بڑی مشکل سے ملتا ہے۔ اس کی بڑی وجہ یہ کہ جس عظیم ہستی کی تعریف و توصیف میں خود خدائے رب العزت رطب اللسان ہو اس کی تعریف انسان کے بس کی بات نہیں ہوسکتی اور اگر کسی نے جراءت کی تو ظاہر ہے کہ اسے ایک ایک قدم پھونک کر اٹھانا ہوگا ورنہ لینے کے دینے پڑ جائیں گے۔ سوال یہ اٹھتا ہے کہ نعت نبی کی تحریر اس قدر نازک اور محنت طلب کام ہے تو اس کو اہل فن کس لئے اختیار کرتے ہیں۔ نعت نبی کی تحریر محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا

نتیجہ ہے ورنہ یہ کام ہر کس و ناکس کے بس کا نہیں ہے۔ محمد ﷺ کی تعریف و توصیف بیان کرنا ہر مسلمان اپنے لئے باعث نجات سمجھتا ہے۔ اردو میں کئی نعتیہ مجموعے شائع ہو چکے ہیں جن میں محمد ﷺ کا ذکر بھی ملتا ہے اور جذبہء عشق نبی ﷺ کا اظہار بھی۔ یہ اظہار عشق اور جنون کے بغیر ناممکن ہے۔ اور اگر یہ عشق و جنون کسی کو نصیب ہو بھی جائے تب بھی جراءت اور ہدایت ضروری ہے۔ اسی لئے تو کہا جاتا ہے کہ ''ایں سعادت بزور بازو نیست''۔ یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ:

''اللہ اگر توفیق نہ دے انساں کے بس کا کام نہیں''

بے شک توفیق اور ہدایت کا تعلق قادر مطلق سے ہے لیکن یہ اسی وقت ممکن ہے جب کسی کو اس کی طلب ہو۔ جس طرح حمد نگاری کے لئے خدا سے عشق اور قرآن مجید کا مطالعہ لازمی ہے، اسی طرح نعت نبی ﷺ تحریر کرنے کے لئے عشق رسول ﷺ اور مطالعہ سیرت طیبہ ضروری ہے۔ یہی ایک ایسا راستہ ہے جو ایک فن کار کو اس عظیم کام کی طرف لے جاتا ہے۔ اگر نعت کی تحریر شہرت کی آرزو میں کی جائے تو اس میں اثر پیدا نہیں ہو سکتا، خلوص اور عشق رسول ﷺ کی بدولت ہی یہ کام پر اثر اور دل پذیر ہو سکتا ہے۔

دراصل محمد ﷺ کی مکمل شخصیت کو پیش کرنا بھلا کس کے بس کی بات ہے۔ ایک نعت گو ایک پہلو کو اہمیت دیتا ہے اور دوسرا کسی اور پہلو کو۔ غرض سیرت کا ہر پہلو اپنی جگہ ایک خاص اہمیت کا حامل ہوتا ہے، لیکن نعت گو اپنی دلچسپی اور صلاحیت کی بنیاد پر کسی پہلو کا انتخاب کرتا ہے اور پیش کرتا ہے۔ نعت شریف میں محمد ﷺ کے افعال و اقوال کو بیان کیا جاتا ہے۔ آپ ﷺ کے تعلق سے عقیدت اور محبت کا اظہار بھی ہوتا ہے۔ لیکن پابندی یہ ہے کہ عقیدت اور محبت حدود سے تجاوز نہ کرے ورنہ قیامت میں گرفت ہوگی۔

پچھلے پچاس سالوں میں کرناٹک میں نعت گوئی کی روایت کا جائزہ لیا جائے تو اندازہ ہوگا کہ یہاں نعت گوئی پر بہت کم شعرا نے خصوصی توجہ دی ہے۔ ریاست کے مختلف شہروں میں نعتیہ مشاعروں کے انعقاد کی وجہ سے اکثر شعرا نے نعتیں کہی ہیں، لیکن اس نعت گوئی کو وقت کا تقاضہ کہا جا سکتا ہے، ذاتی دلچسپی نہیں۔ نعتیہ مشاعروں میں ایسے شعرا کا دیدار بھی ہوا ہے جنہوں نے ہر سال ایک ہی نعت سنا کر داد تحسین وصول کی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کے ذخیرہ کلام میں صرف ایک ہی نعت رہ گئی ہے۔ نعتیہ مشاعروں میں نعت گو شعرا کی کثرت تو دیکھی گئی ہے لیکن جب انہی شعرا کا کلام شائع ہوا ہے تو اس میں ایک یا دو ہی نعتیں دیکھنے کو ملتی ہیں۔ بہت کم شعرا ایسے ہیں جنہوں نے مکمل طور پر مجموعے شائع کئے ہیں۔ کرناٹک میں نعت گوئی کی روایت کے مدنظر جب پچھلے پچاس سالوں کے شعری سرمایہ کا جائزہ لیا جائے تو حسب

ذیل نتائج سامنے آتے ہیں:

بقول میر تقی میرؔ

جلوہ نہیں ہے نظم میں حسن قبول کا دیواں میں شعر گر نہیں نعت رسول ﷺ کا

اگر ایسا کہا جائے تو شاید غلط نہ ہوگا کہ میر تقی میر کے اس خیال کو اہمیت دیتے ہوئے کئی شعرا نے اپنے شعری مجموعہ کی ابتدا حمد، نعت اور مناجات یا منقبت وغیرہ سے کی ہے۔ یا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ شعرا نے تبرکاً ثنائے الٰہی وثنائے محمد ﷺ سے اپنے شعری مجموعہ کی ابتدا کر کے باذوق قارئین میں اسے حسن قبول عطا ہونے کی توقع رکھی ہو۔ بہر حال یہاں چند منتخب شعری مجموعوں کا جائزہ لیا گیا ہے جن میں نعتیں شامل کی گئی ہیں۔

انتخاب ادیب از مولانا شاہ ابوالحسن ادیب، کلیات نسیم میسوری از نسیم میسوری، سوز حیات از عصری چک مگلوری، وقار سخن از ذائق بنگلوری، نقوش عرشی از ڈاکٹر وزیر عرشی، شرار گل از سید احمد شاکر، جزیرہ امید کا از ریاض احمد خمار، گلدستہ صبا از شاکرہ بیگم صبا، بانگ رحیل از سید محمود پرواز، تشبیہ از حامد اکمل، ہزار رنگ از دلدار ہاشمی، انسان بنواز محمد یعقوب بیگانہ، نوید سحر از فاتح رحمانی اور وقت کی آواز از ظہیر رانی بنوری۔

مذکورہ بالا شعری مجموعے وہ ہیں جن میں صرف ایک ایک نعت شریف دیکھنے کو ملتی ہے۔ علاوہ ازیں عبدالواحد وجدانی کے مجموعہ کلام ''وجدان'' اور عظم اثر کے مجموعہ کلام ''رشتوں کا درد'' میں دو دو نعتیں تحریر ہیں۔ جناب شاکر بنگلوری کے دو مجموعہ کلام منظر عام پر آئے ہیں جن میں سے ''آواز فطرت'' میں ایک اور ''ساز فطرت'' میں تین عدد نعتیں ملتی ہیں۔ اسی طرح گوہر تریکروی کے مجموعہ کلام ''متاع گوہر'' اور جناب اکمل آلدوری کے مجموعہ ''اخلاص'' میں بھی تین تین نعتیں شامل کی گئی ہیں۔ ''راز مبین'' جناب مبین منور کا شعری مجموعہ ہے جس میں دس نعتیں دیکھنے کو ملتی ہیں۔ دور حاضر کے زود گو شاعر حافظ کرناٹکی صاحب کے چند مجموعے دیکھے گئے تو پتہ چلا کہ ان کے مجموعے ''گلشن گلشن شبنم شبنم''، ''معصوم ترانے'' اور ''زمرے'' میں ایک ایک نعت پیش کی گئی ہے جبکہ ''چاند گگن'' میں وہ ''چمکتے ستارے'' میں پانچ ''مہکتی کلیاں'' میں چھ اور ''بلبلوں کے گیت'' میں بارہ نعتیں شامل ہیں۔ جناب کے مدنا منظر کے مجموعہ کلام ''منظریہ منظر'' میں تیرہ نعتوں کا گلدستہ موجود ہے۔ اسی طرح پندرہ نعتیں دیکھنے کو ملتی ہیں۔ اس جائزہ کی آخری کڑی کے طور پر جناب مظہر محی الدین کے شعری مجموعوں کا ذکر کر کے اس بحث کو ختم کر رہا ہوں کہ ان کے اولین مجموعے ''اعتبار'' میں اٹھارہ نعتیں تحریر کی گئی ہیں۔

مذکورہ بالا نعتیہ شاعری کی بنسبت وہ مجموعے زیادہ توجہ کے مستحق ہیں جن میں صرف نعتیں پیش کی گئی ہیں۔ کرناٹک کی پچھلے پچاس برسوں کی ادبی تاریخ میں بمشکل تمام صرف پچیس یا تیس نعتیہ مجموعے ملتے ہیں جن میں اولین نعتیہ مجموعہ سیدہ اختر کا تحریر کردہ ہے جو"صحیفۂ درخشاں" کے نام سے ۱۹۶۵ء میں منظر عام پر آیا۔ یہ مجموعہ ۲۱۵ تخلیقات پر مشتمل ہے جن میں صرف نعتیں ہی نہیں بلکہ سلام اور مناجات بھی شامل ہیں۔ کرناٹک میں بہت زیادہ سنجیدگی کے ساتھ نعتیہ شاعری کی طرف متوجہ ہونے والوں میں صابر شاہ آبادی کا نام قابل ذکر ہے جنہوں نے تین عدد نعتیہ مجموعے،"رحمت تمام"، "آئینۂ رحمت" اور "ضامن نجات" (۱۹۸۴ء) کے نام سے شائع کر کے کرناٹک کی نعتیہ شاعری میں نمایاں اضافہ کیا ہے۔ ان کے علاوہ اظہار افسر کا نعتیہ مجموعہ "گلزار حرم"، جناب اکمل آلدوری کا مجموعہ "نورِ ظہور" جناب تاج نوردریا کی "تخلیق انوار"، منیر احمد جامی کا نعتیہ مجموعہ "نقش لاثانی" (۱۹۸۳)، "صلوعلیہ وسلموا" از جوہر صدیقی بنارس مقیم بنگلور "ورفعنا لک ذکرک" از سید شاہ خسرو حسینی حیدرآبادی مقیم گلبرگہ، "اوجِ سخن"، از کوثر جعفری بھٹکلی (۲۰۰۰ء)، "ردائے رحمت" از یس یم عقیل (۲۰۰۳)، "آبروئے سخن" از اسد اعجاز (۲۰۰۳ء)، "انوار رحمت" از ناز رانی بنوری (۲۰۰۳)، "بیاضِ ثنا" از رزاق اثر شاہ آبادی، اور "سرحد یقیں کی" از ریاض احمد خمار (۲۰۰۶ء) قابل ذکر ہیں۔ جناب رزاق افسر کا مجموعہ "اعتراف" اور جناب سلام نجمی کا مجموعہ "جذبہ اطہر" حمد نعت اور منقبت پر مشتمل ہے۔ بشر بیجاپوری کا مجموعہ "نور ہدایت" اور حافظ کرناٹکی کے نعتیہ مجموعے "شمع ہدیٰ" (۲۰۰۵ء) کا تعلق بچوں کے ادب سے ہے۔ جناب پرویز دھمڑی نے "دھمڑی کی دھوم" کے نام سے ایک مجموعہ شائع کیا ہے جس میں نعتیہ ومزاحیہ نظمیں شامل ہیں۔ جناب کوثر جعفری بھٹکلی نے کرناٹک کے نعت گو شعرا کی نعتوں کا انتخاب "جلوۂ رحمت" کے نام سے شائع کر کے ان شعرا کو بھی مقام و مرتبہ عطا کر دیا ہے جن کے مجموعہ ہائے کلام شائع نہیں ہوئے۔ جناب عثمان شاہد بھی ایک انتخاب "گلستان رحمت" کے نام سے شائع کیا ہے جس میں ریاست کے جدید نعت گو شعرا کا کلام محفوظ ہے۔ اور ایک نعتیہ شاعری کا انتخاب "اکرام" کے نام سے منظر عام پر آیا ہے جس میں صرف تین شعرا کا کلام شامل ہے۔ اس انتخاب میں دلدار ہاشمی کی اٹھارہ نعتیں شامل ہیں۔

اس سے پہلے اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ نعت کی کوئی مخصوص ہئیت نہیں ہے۔ مثنوی نگاروں نے اسے مثنوی کی ہئیت میں لکھا ہے۔ آج کل غزل کی ہئیت میں نعت گوئی بہت مقبول ہے۔ یہ بات قابل غور ہے کہ کرناٹک میں اس کی ہئیت پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ اس سلسلے میں سیدہ اختر کا مجموعہ کلام صحیفۂ درخشاں بہت اہم ہے۔ انہوں نے غزل کی ہئیت کے علاوہ ترجیع بند کی

ہئیت میں بھی نعتیں کہی ہیں ۔ایک مثال دیکھئے :

نگاہ اہل دل ہو ، حاصل دنیا و دیں تم ہو
نشاط آفریں تم ہو ، سرور اولیں تم ہو
بجا کہتی ہے دنیا ، رحمتہ اللعالمیں ﷺ تم ہو
تمہاری خلوتوں کا حسن ، موج نور کیا جانے
تمہارا جذب نظارہ ، کلیم طور کیا جانے
سر گنج حرا ، سر تا قدم ، چشم یقیں تم ہو
بجا کہتی ہے دنیا ، رحمتہ اللعالمیں ﷺ تم ہو
غریبی سے تمہاری روح دولت کانپ جاتی ہے
تمہارے فقر سے شان امارت کانپ جاتی ہے
شہنشاہ رسالت ، تاجدار مرسلیں تم ہو
بجا کہتی ہے دنیا ، رحمتہ اللعالمیں تم ہو

اس نعت شریف میں آخری مصرع لوٹ لوٹ کر آیا ہے ۔اس کے علاوہ سیدہ اختر نے ترکیب بند، مخمس اور مسدس کی ہئیت میں بھی نعتیں کہی ہیں ۔سیدہ اختر کے بعد صرف صابر شاہ آبادی اور حافظ کرناٹکی کے کلام میں مسدس اور مخمس کے نمونے ملتے ہیں ۔قطعات اور رباعیات کی ہئیت میں نعت کہنے کا رواج نیا نہیں ہے ۔اس کی مثالیں بھی کرناٹک کے نعتیہ ذخیرہ میں موجود ہیں ۔اس سلسلے میں سیدہ اختر،صابر شاہ آبادی اور راکمل آلدوری کے نام قابل ذکر ہیں

راقم الحروف کے نعتیہ مجموعے ''ردائے رحمت'' میں موجود تمام ترسٹھ نعتیں آزاد نظم کی ہئیت میں ہیں ۔بقول انور داغ ' جناب یس یم عقیل کا نعتیہ مجموعہ ''ردائے رحمت'' آزاد نظموں کی شکل میں ہے ۔میری جانکاری کے تحت یہ پہلا آزاد نظموں کا نعتیہ مجموعہ ہے ۔''

اس طرح ''ردائے رحمت'' کے ذریعہ نعت کو ایک نئی ہئیت عطا ہوئی ۔آزاد نعت شریف کا نمونہ دیکھئے :

وہ امیؐ ﷺ جس کی باتیں اک خزانہ علم و عرفاں کا
وہ امیؐ ﷺ زندگی جس کی نمونہ ہے شرافت کا
وہ امیؐ جس نے صبر و شکر کی تعلیم بخشی ہے

وہ امیؐ جس کی نظروں میں قیامت تک کا منظر ہے
وہ امیؐ میرا رہبر ہے دنیا کا کوئی عالم پڑھاتا گر محمد ﷺ کو
یقیناً مرتبہ میں ان سے بڑھ جانا خدا کی مصلحت تھی
اس نے امیؐ رکھ دیا ان کو وہی امیؐ میرا رہبر

کرناٹک میں شاد باگل کوٹی اور ساغر کرناٹکی نے دوہا نگاری میں طبع آزمائی کر کے اپنے اپنے دوہوں کے مجموعے شاد باگل کوٹی نے ''دوہا تجلی'' اور ''دوہاین'' اور ساغر کرناٹکی نے ''دھنک رنگ'' شائع کئے۔ یہ تینوں مجموعے نعتیہ دوہوں سے منور ہیں۔ دوہے میں نعتیہ موضوعات کو پیش کر کے ان دونوں شعرا نے نعت کی ہیئت میں نمایاں اضافہ کیا ہے۔ ہندی دوہے میں مذہبی و اخلاقی موضوعات کو پہلے سے سمویا جا رہا تھا لیکن اردو دوہے میں نعتیہ موضوعات کو سب سے پہلے شاد باگل کوٹی نے نبھایا ہے۔ نعتیہ دوہے دیکھئے:

دور ہوا اندھیارا چمکا عربی چاند
شاد ستارے پڑ گئے اک ہی پل میں ماند
شاد اپنوں کا کیا ہے کرتے غیر یقیں
صادق کوئی پکارے کوئی کہے امین
رحمت عالم بن کر آئے جب سرکار
ہوا آپ کے پیار سے ہر اک من سرشار
دین کے دشمن جس کے ہاتھوں کھوئے ہوش
رحمت عالم تھا وہ مکی کمبل پوش
امیؐ صاحب قرآن قدرت کے ہیں کھیل
منڈوے اسی کے ہاتھوں چڑھی دین کی بیل

شاد باگل کوٹی نے دوہے جیسی مختصر صنف میں نعتیہ موضوعات کو پیش کیا ہے۔ دوہے کے تقاضے کے تحت اس پر ہندی کا اثر نمایاں طور پر محسوس کیا جاسکتا ہے۔ تقریباً یہی انداز ساغر کرناٹکی کے نعتیہ دوہوں میں بھی پایا جاتا ہے۔ ساغر کرناٹکی کے نعتیہ دوہوں کا مطالعہ کرنے کے بعد جناب رؤف خیر نے کہا ہے کہ ''ساغر نے دوہے کو مسلمان بنا دیا ہے۔'' مثلاً

جھوٹ بکے ، گالی بکے ، بکے گند دن رات

کس منہ سے ساغر کریں پاک نبی کی بات
پاون سکھ دائی بڑا ، ہے آقا کا نام
اک بانی بس آپ کی بک جاؤں بے دام
نام نبی کا نعت میں لے لے سو سو بار
شردھا جب ہوگی نہیں سب کچھ ہے بے کار
کنکر کلمہ گو ہوئے پیڑ گئے پہچان
قسمت میں بوجہل کی لکھا نہ تھا ایمان
آقا ہمری فکر میں روتے تھے دن رین
اک ہم بھی ہیں امتی بھوگیں ہر سکھ چین

نعت کے موضوعات اور اس کے لہجہ پر گفتگو نہ کی جائے تو یہ موضوع تشنہ رہ جائیگا۔ قدیم نعت کے موضوعات میں محمد ﷺ کی پیکر تراشی اور ان سے عقیدت و محبت کے اظہار پر بہت زیادہ زور دیا جاتا تھا۔ مدینہ جانے کی آرزو، تہی دامنی کا شکوہ، زبوں حالی کا بیان، ہندوستان کو دیارِ غیر کہنا اور اس سے نفرت کا اظہار کرنا وغیرہ موضوعات نعت گوئی میں محترم سمجھے جاتے تھے۔ مثلاً:

تمہارے نور کا ہے بول بالا سرورِ عالم ﷺ
اسی سے ہے میرے گھر میں اجالا سرورِ عالم دلدار ہاشمی ﷺ
جنوں دیدار احمد ﷺ کا مرے سر میں سمایا ہے
صبا لے چل مدینہ آج حضرت نے بلایا ہے

سید محمود پرواز

روشن ہے کائنات تجلی سے آپ کی
نور ازل ہیں مشعلِ دوراں ہیں مصطفیٰ ﷺ

بیگانہ دھرم کوٹوی

جسے بخشی گئی دین اور دنیا کی جہاں گیری
وہی ہے شافعِ محشر وہی اک کملی والا ہے

شاکر بنگلوری

پچھلی دو دہائیوں سے یہ بات محسوس کی جا رہی ہے کہ جدید نعت گو شعرا مذکورہ بالا روایتی

موضوعات کے بجائے محمد ﷺ کی سیرت طیبہ کی جھلکیاں پیش کرنے میں کوشاں ہیں ۔ اس سلسلے میں اشاروں اور کنایوں سے بھی کام لیا جارہا ہے ۔ جدید نعت کے کئی اشعار ایسے بھی دیکھنے میں آئے ہیں جن میں محمد ﷺ کا اسم گرامی تک نہیں لیا گیا ہے ۔ لیکن انداز بیان ایسا ہے کہ قاری نفس مضمون تک با آسانی پہنچ جاتا ہے اور نعت کے شعر سے لطف اندوز ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ آج کا نعت گو محمد ﷺ کے اسوئے حسنہ کے بیان اور زمانے پر اس کے اثرات کے اظہار میں زیادہ دلچسپی لے رہا ہے ۔ جدید نعت گو اس بات کو اچھی طرح محسوس کر رہا ہے کہ اس دور میں احکامات اور تعلیماتِ محمد ﷺ کو عوام تک پہنچانے کی اشد ضرورت ہے ۔ اسی لئے اس کے کلام میں عقیدت اور محبت کے ساتھ ساتھ سیرت النبی ﷺ کے عملی پہلوؤں کا اظہر زیادہ ملتا ہے ۔ مثلاً

جب بھی گم گشتہ منزل کا آیا خیال
کام آقا کے نقش قدم آگئے

اسد اعجازؔ

یتیمی میں تم نے نبیوں کو بالا کیا
مرے فکروفن کو اجالا دینے والے

مشتاق علی گوہرؔ

یہ خالص آپ کا لطف وکرم تھا
رہے محفوظ مجرم بھی سزا سے

عزیز الدین عزیزؔ

کنکر کو تیرے پاس پہنچ کر زباں ملی
اہل زباں کو کیا نہ ملے تیری ذات سے

صابرؔ شاہ آبادی

ایک انسان مکمل گر شفاعت نہ کرے
کتنا عبرت ناک ہوگا اس عدالت کا سماں

ایس ایم عقیل

نعت گوئی کے سفر میں ہئیت کے تجربے ولہجہ کی تبدیلیاں اور موضوعات کے انتخاب میں عملی رواں دواں ہے جو اس صنف کو بلندی تک پہنچانے کے لئے کوشاں ہے ۔

خطہ ملناڈ میں نعت گوئی کی روایت

م پ راہی لکچرر گورنمنٹ کالج بھدراوتی

ریاست کرناٹک کے چار اضلاع یعنی مڈکیرہ ، ہاسن ،چکمگلور اور شیموگہ پر پھیلے ہوئے علاقے کو ملناڈ کہا جاتا ہے ۔لفظ ملناڈ کنڑی زبان کے دو لفظوں کا مرکب ہے ۔یعنی ملے اور ناڈ ُ ملےٗ بارش کو کہتے ہیں اور ناڈ و علاقے یا خطے کے لئے بولا جاتا ہے ۔مفہوم کے لحاظ سے وہ علاقہ جہاں کثرت سے بارش ہوتی ہے اور یہ واقعہ بھی ہے کہ ریاست کے دیگر علاقوں کی نسبت اس علاقے میں کثرت سے بارش ہوا کرتی ہے ۔ اس اعتبار سے یہ لفظ اس کی وجہ تسمیہ بنا۔ اردو میں اس کا آسان ترجمہ ریاست کے مشہور محقق پروفیسر م ن سعید صاحب اردو اکاڈمی کے ایک مجلّے ’’اذ کار‘‘ میں ’’زمستان‘‘ کے نام سے کیا ہے جو قریب الاصل بھی ہے اور قریب الفہم بھی ۔ یہ علاقہ اپنے قدرتی حسن کے لئے بہت مشہور رہے ۔خصوصاََ مڈکیرہ کو کرناٹک کا کشمیر کہا جاتا ہے ۔ یہاں کے دلفریب موسم، دیدہ زیب دلکش مناظر، یہاں کی شادابیاں ،خوبصورت وادیاں جن میں کرشنا ،کاویری ،تنگا ، بھدرا ، ہیماوتی ، پچگی ، نیتراوتی جیسی بل کھاتی ہوئی ندیاں ، یہاں کی جھیلیں ، یہاں کے تالاب، اس کے سرسبز و شاداب نشیب وفراز جن میں ایستادہ بلند و بالا مغربی گھاٹ ، سیہادری ، بابابڈھنگری ،کلادگیری جیسے ٹیلے اور پہاڑ ، جن سے پھوٹتے ہوئے جھرنے اور ڈھلکتے ہوئے مشہور زمانہ جوگ اور رابے جیسے آبشار، یہاں کے کافی ، چائے، کالی مرچ ، لائچی سے بھرے ہوئے باغات ،گنا، دھان ، راگی اور مکی سے لہلہاتی ہوئی کھیتیاں ، صندل ، ساگوان ،شیشم جیسے درختوں سے بھرے جنگلات ، چمپا چمیلی گلچینی ، گیندا ،گلاب، موگرا، کاکڑا، کنکھرا سے مہکتے ہوئے گلستان ،لوہا فولاد ،تانبا جیسی گرانقدر معدنیات اپنے دامن میں لئے ہوئے ہے یہاں کی سرزمین غرض ان ساری چیزوں کو دیکھتے ہوئے بلامبالغہ کہنا پڑتا ہے کہ قدرت نے اس علاقے کو اپنی گوناگوں اور بیش بہا نعمتوں سے نوازنے میں بڑی فیاضی سے کام لیا ہے ۔ظاہر بات ہے کہ اس قدرتی حسن سے یہاں کے شعرا و ادبا کا متاثر ہونا ایک فطری امر ہے ۔

لہٰذا ہم دیکھتے ہیں کہ یہاں کے مقامی ادب کو پروان چڑھانے میں یہاں کے حسین موسم اور خوبصورت مناظر کا بڑا ہاتھ ہے۔ لہٰذا بیشتر شعراو ادبا کی تخلیقات میں یہاں کے حسن کا بیان (پراکروتی ورنن) یہاں کے دلکش مناظر کی عکاسی بدرجہ اتم پائی جاتی ہے۔ یہی بات ہے کہ یہاں کا مقامی ادب آفاقی قدروں کا حامل بن چکا ہے۔ ان سارے عناصر نے ریاست بھر میں اس خطے کو ایک انفرادیت اور ایک خصوصیت بخشی ہے۔ اس جغرافیائی پس منظر میں جب ہم اس خطے میں اردو ادب کے آغاز و ارتقا کا جائزہ لیتے ہیں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ اس خطے میں اردو زبان کا چلن عہد ٹیپو ہی میں ہو چلا تھا۔ مگر یہاں اس کی ادبی روایات کا پتہ بڑی تاخیر سے ملتا ہے۔ یوں کہہ سکتے ہیں کہ اس خطے میں اردو ادبی روایت کا باقاعدہ آغاز بیسویں صدی کی تیسری دہائی کے آس پاس سے ہوتا ہے لہٰذا زیر نظر مضمون میں اس خطے کے (سوائے مڈکیرہ کے جہاں اردو ادب کی کوئی روایت آج بھی نہیں پائی جاتی) ضلع ہاسن، چکمگلور اور شیموگہ اضلاع میں نعت گوئی کے حوالے سے ادبی روایات کا الگ الگ مگر مختصر جائزہ پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ جیسا کہ سبھی جانتے ہیں کہ نعت دراصل حضور ﷺ سے محبت وعقیدت کا منظوم اظہار ہے۔ یہ صنف عربی زبان سے نکل کر فارسی کے ذریعہ اردو میں داخل ہوئی۔ چونکہ اردو شعراء کا ابتداء ہی سے یہ عقیدہ رہا کہ حبِّ رسول ﷺ جزو ایمان ہی نہیں بلک عین ایمان بھی ہے لہٰذا اردو کے کم وبیش تمام شعراء نے اپنی اپنی بساط اور اپنی اپنی صلاحیتوں کے مطابق اس صنف میں طبع آزمائی کی ہے۔ لہٰذا اس ضمن میں ہم سب سے پہلے ضلع ہاسن میں اس روایت کا جائزہ لیتے ہیں۔

جیسا کہ اوپر عرض کیا جا چکا ہے۔ کہ خطے ملناڈ میں اردو کی ادبی روایات کا آغاز بیسویں صدی کی تیسری دہائی سے ملتا ہے۔ لہٰذا اس کا اطلاق اس ضلع پر بھی ہوتا ہے چنانچہ جن شعراء نے اس روایت کو یہاں اپنی کاوشوں سے مستحکم کیا ہے ان میں سرفہرست حضرت برق، حضرت محمد علوی اور حضرت عبدالوہاب شعلہ مائل کا نام آتا ہے۔ ان شعراء کی سب سے نمایاں خصوصیت یہ رہی کہ ان تینوں کو حضرت داغ دہلوی سے تلمذ حاصل ہے۔ ان سبھوں نے اردو کی کم وبیش تمام قدیم اصناف سخن میں طبع آزمائی کی ہے۔ مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ان میں سے کسی کا کلام بھی زیور طباعت سے آراستہ نہیں ہوسکا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی چیدہ چیدہ غزلیں اور نظمیں تو قدیم رسائل وجراید کے توسط

سے دستیاب تو ہو جاتی ہیں مگر ان کی نعتوں کا کہیں پتہ نہیں چلتا۔لہٰذا ہم ان کی نعت گوئی پر اظہار خیال کرنے سے قاصر ہیں۔مگر ان کے بعد اس ضلع کے جن شعراء نے یہاں کی ادبی روایات کو نہ صرف آگے بڑھایا بلکہ اسے مزید استحکام بخشا ان میں ایک نمایاں نام ہے فیاض بلگوڈی صاحب کا ہے۔

حضرت فیاض بلگوڑی: آپ کا پورا نام قاضی عبدالقادر تھا۔فیاض تخلص فرمایا۔جائے پیدائش کی نسبت سے فیاض بلگوڑی کے نام سے مشہور ہوئے اور 'شاعر ملناڈ' کا خطاب پایا۔آپ اس ضلع کے سکلیشپور تعلقہ کے ایک چھوٹے سے قصبے بلگوڑ میں پیدا ہوئے۔شہر کی میونسپل ہائی اسکول میں عرصے تک اردو کے استاد کی حیثیت سے خدمت انجام دی اور یہاں سے سبکدوش ہو کر اپنے گاؤں لوٹ گئے اور باقی عمر اردو کی زلفیں سنوارنے میں گزار دی۔

آپ ایک کہنہ۔۔۔۔مشق اور استاد شاعر تھے۔آپ نے کم وبیش تمام قدیم اصناف سخن میں طبع آزمائی کی مگر نعت گوئی سے انہیں ایک خاص شغف رہا۔حضور ﷺ سے غیر معمولی عشق تھا۔حب رسول ﷺ ان کی رگ رگ میں بسا ہوا تھا۔انہوں نے عشق رسول ﷺ ہی کو زندگی کا حصول سمجھا لہٰذا آگے چل کر مستقل طور پر نعت گوئی ہی اپنا وظیفہ بنالیا۔

دو مرتبہ حج کی سعادت سے مشرف ہوئے۔آپ کو نعتوں اور سلاموں کا مجموعہ ''حرم کا تحفہ'' کے نام سے بہت پہلے ہی زیور طباعت سے آراستہ ہو کر ادبی حلقوں میں داد وتحسین حاصل کر چکا ہے۔آپ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ آپ اس خطے اور اس ضلع کے پہلے صاحب مجموعہ شاعر تھے،جنہوں نے نعت گوئی کو محض ایک صنف کے نہیں بلکہ ایک فن کی حیثیت سے اختیار کیا تھا۔یہی بات ہے کہ ان کی نعتوں میں بلا کی سرشاری اور والہانہ پن پایا جاتا ہے۔مثال کے طور پر ان کے یہ نعتیہ اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

تو حسیں حسیں گلوں میں تو ہے نس بہ نس کلی میں
تو جمیل خلوتوں میں کہاں رونما نہیں ہے
مرا سر ہو تیرے در پر میں اٹھوں وہاں سے مر کر
بجز اسکے زندگی کا کوئی مدعا نہیں ہے

محمد کے دامن میں دنیا بھی دیں بھی
محمد ہیں قندیل راہ یقیں بھی
زمیں آسماں اس کی عظمت کے قائل
محمد کے دربان روح امیں بھی
پلادے ساقیا بھر بھر کے پیمانہ محمد کا
زمانے بھر میں کہلاؤں میں مستانہ محمد کا

جمیل احمد جمیلؔ: برق ،علوی اور شعلہ کی قائم کردہ ادبی روایتوں کی پاسداری کرتے ہوئے اپنی شعری صلاحیتوں سے اپنی پہچان بنانے والے شعراء میں سب سے نمایاں نام جمیل احمد جمیل کا ہے ۔روایتی لب ولہجہ رکھنے کے باوجود آپ ایک صاحب اسلوب شاعر ہیں اور کسی حد تک زود گو بھی ہیں ۔ویسے آپ کی محبوب صنف غزل رہی ہے مگر نعتیں اور قطعات بھی کثرت سے کہتے ہیں ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مرتبے ومقام کا حد درجہ لحاظ کرتے ہوئے آپ بڑی احتیاط سے نعت کہتے ہیں ۔یہی وجہ ہے کہ ان کی نعتیں بے جا غلو سے پاک ہوا کرتی ہیں ۔سادگی اور صفائی ان کی نعتوں کا خاص وصف ہے ۔مثلاً ان کے کچھ اشعار ملاحظہ فرمائیں ۔

کفر کے اندھیروں میں شمع وفا لے کر پیارے مصطفیٰ آئے
نفرتوں کی دنیا میں پیار کی ادا لے کر پیارے مصطفیٰ آئے
سینکڑوں خداؤں کی ہر طرف پرستش تھی کفر تھا جہالت تھی
اک خدائے برتر کا کلمہ الا لے کر پیارے مصطفیٰ آئے
وہ نور کرم ،نور چشم ،نور مجسم ،ہر کفر کی ظلمت میں محمد کی ضیاء ہے
جو آپ کو دیتے تھے اذیت پہ اذیت
ان کے لئے بھی حق سے ہدایت کی دعا ہے

مسرور دلوی: آپ کا نام محمد لطف اللہ دلوی ہے ۔مسرور تخلص کرتے ہیں ۔آپ پیشے کے اعتبار سے استاد ہیں ۔آپ نے بھی کم وبیش تمام اصناف سخن کو برتا ہے ۔مگر نعتیہ اور غزلیہ شاعری میں

انہیں خاص دلچسپی ہے۔غزلوں کی بہ نسبت ان کا فن نعتوں میں نکھرتا ہوا نظر آتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ ان کی نعتوں میں ایک سرور کی کیفیت پائی جاتی ہے۔آپ کی نعتیں عموماً آسان اور غزل کی ہئیت میں ہوا کرتی ہیں۔

عطائے رب ہے جمال و جلال احمد ﷺ کا
تھا ماہتاب سے دلکش جمال احمد ﷺ کا
نہ تخت و تاج و محل اور نہ شوکت دنیا
خدا کی شان تھی جا و جلال احمد
آج شاہِ انبیاء پیدا ہوئے
مرحبا بدرالدجیٰ پیدا ہوئے
ظلمت دنیا مٹانے کے لئے
آج وہ نور الہدیٰ پیدا ہوئے

مظہر الحق مظہرؔ: آپ ضلع ہاسن کے بیلور تعلقہ کے ایک قصبے ناگےنہلی میں پیدا ہوئے مگر ایک طویل عرصہ چکمگلور میں گذارنے کے سبب آپ اکثر خود کو چکمگلوری بھی کہتے ہیں۔فی الحال ہاسن ہی میں مقیم ہیں۔آپ ایک روایت پسند مگر خوش گو شاعر ہیں۔آپ کی پسندیدہ صنف غزل ہے۔آپ کے کلام میں کلاسیکیت کا عنصر غالب ہے۔آپ نعتیں رسماً ہی کہتے ہیں مگر ان میں اک گونا گو جاذبیت ضرور پائی جاتی ہے۔

ناز کر تو اے مدینے کی زمیں
کیونکہ تجھ میں ہیں شہ دنیا و دیں
سرنگوں ہے یہ فلک تیرے سبب
مرحبا اے سبز گنبد کے مکیں
چمن میں مہک ، دہشت و صحرا میں خوشبو
زمیں تا فلک ہے بہار محمد ﷺ

نبی کی محبت میری زندگی ہے
میری زندگی ہے نثارِ محمد ﷺ

تذکرہ بالا شعراء کے علاوہ یہاں کی شاعرات بھی یہاں کی ادبی روایات کو پروان چڑھانے میں پیش پیش رہیں ۔جن میں محترمہ میمونہ تسنیم عرف آپا جان، اختر جہاں اختر، محترمہ ساجدہ نسرین، محترمہ زبیدہ نسرین، محترمہ حسنیٰ سرور جو بعد میں میسور منتقل ہوگئیں ان کے اسماء قابل ذکر ہیں ۔مگر افسوس کہ ان کا کلام بالخصوص ان کی نعتوں تک راقم کی رسائی نہ ہو سکی ۔

ضلع چکمگلور: سرزمین چکمگلور کافی کی کاشت کے لئے جتنی زرخیز رہی ہے ادب (کی پیداوار) کے لئے بھی اتنی زرخیز ثابت ہوئی ہے ۔ضلع ہاسن کی طرح اس ضلع میں بھی ادبی روایات کے آغاز کا پتہ بیسویں صدی کی تیسری دہائی میں ملتا ہے ۔غالباً جناب تحصیل تریکیروی عبدالقادر تریکیروی ،مظہر اور نذیر حسین نذیر عرف سیفی کے ہاتھوں جہاں اس روایت کی داغ بیل پڑی ۔جو آگے چل کر ریاست کے معروف شاعر، استاد الاساتذہ عبدالواسع عصری مرحوم کے ہاتھوں بام عروج پر پہنچی اور انہیں کی سرپرستی و رہنمائی میں آزادی کے بعد ایک ایسی کھیپ یہاں سے اٹھی جس کی تخلیقی توانائی اور ادبی رویوں کو دیکھتے ہوئے اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ ان کا دور اس خطے کا زرین دور تھا ۔حضرت واسیع عصری کی حیثیت ایک دلبستان کی سی تھی ۔آپ اوائل عمر ہی سے شعر کہنے لگے تھے آپ نوح ناروی، سیماب اکبرآبادی، اور حضرت محوی لکھنوی جیسے قدآور شعرا سے فیض اٹھایا ۔پیشے کے اعتبار سے مدرس تھے ساری عمر ادب کی زلفیں سنوارتے رہے، ملک گیر شہرت حاصل کی ان کے شاگردوں کا ایک وسیع حلقہ تھا جو ریاست بھر میں پھیلا ہوا تھا جن کی فہرست کافی طویل ہے افسوس کہ آپ حین حیات میں آپ کے کلام کا کوئی مجموعہ منظر عام پر نہ آسکا اور جو مجموعہ آپ کے پس مرگ ''سوز حیات'' کے نام سے منصبۂ شہود پر آیا وہ بھی آپ کے شایان شان نہیں ہے اور یہ امر بھی کچھ کم تعجب خیز نہیں ہے کہ ان کا یہ مختصر مجموعہ ان کی نعتوں سے یکسر محروم ہے ۔لہٰذا ان کی نعتوں کی عدم دستیابی کی وجہ سے ان کے تذکرے کو یہیں چھوڑ کر ہمیں آگے بڑھنا پڑتا ہے ۔

گوہر تریکیروی: گوہر صاحب کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں آپ کا نام عبدالرحمٰن خان ہے اور گوہر تخلص ۔آپ کی پیدائش ضلع چکمگلور کے نرسمہاراج پور تعلقہ میں ہوئی مگر آپ کی

شخصیت کی نشو ونما شہر تریکیرہ میں ہونے کی وجہ سے آپ گوہر تریکیروی کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ نے اپنی ابتدائی تعلیم یہیں سے حاصل کی اور ہائی اسکول کی تعلیم چکمگلور میں ہوئی۔ آپ نے اپنے کیریئر کا آغاز محکمہ عدلیہ سے کیا مگر بہت جلد وہاں سے نکل کر محکمہ تعلیمات سے وابستہ ہو گئے اور ترقی پا کر میسور کی گورنمنٹ ٹیچرس ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ میں لکچرار کے عہدے پر فائز ہوئے اور وہیں سے حسن وظیفہ یابی پر سبکدوش ہوئے اور آج کل میسور ہی میں مقیم ہیں۔

آپ کو شعر گوئی سے فطری مناسبت تھی ابتدا میں حضرت واسع عصری کے تلامذے میں رہے اور اپنی جودت طبع کی بنیاد پر بہت جلد دنیائے سخن میں الگ اور منفرد پہچان بنالی۔ آپ کا شمار ریاست کے کہنہ مشق اور زود گو شعراء میں ہوتا ہے۔ آپ نے کم و بیش ہر صنف سخن میں طبع آزمائی کی اور ان پر یکساں قدرت بھی حاصل کی روایت پرست ہونے کے باوجود آپ ریاست کے ایسے باکمال شاعر ہیں جنہوں نے نہ صرف اہل جنوب بلکہ اہل شمال سے بھی اپنے فن کا لوہا منوایا۔ ملک بھر کے مقتدر اور موقر ادبی رسائل و جرائد میں آپ کا کلام بڑے اہتمام سے شائع ہوتا ہے آپ جس موضوع پر بھی قلم اٹھاتے ہیں اس کا حق ادا کر دیتے ہیں آپ کے شاگردوں کا ایک وسیع حلقہ ریاست اور بیرون ریاست میں پھیلا ہوا ہے تا حال آپ کے دو شعری مجموعہ ہیں ''متاع گوہر'' اور گوہر مژگاں کے نام سے منصہ شہود پر آچکے ہیں۔ آپ کی نعتیں والہانہ کیفیت، جذبے کی صداقت، لہجہ کی مہارت اور اظہار کی ندرت کی حامل ہوا کرتی ہیں آپ نے کثرت سے نعتیں تو کہیں ہیں مگر ان میں سے چند کا ہی انتخاب اپنے مجموعوں میں شامل کیا ہے۔

حق کی دنیا میں صدا ہے آپ سے
مظہر افلاس فطرت آپ کی
سرنگوں باطل ہوا ہے آپ سے
دشمنوں پر بھی عنایت آپ کی
مرحبا اے رحمت اللعالمین
بر گزیدہ سینکڑوں آئے نبی
باب رحمت وا ہوا ہے آپ سے
کس نے پائی ہے فضیلت آپ کی

اکمل آلدوری: عصری صاحب کے بعد خطے ملناڈ میں ادب کی صالح قدروں اور اس کی پاکیزہ روایتوں کی پاسداری کرنے اور انہیں اپنے شعری رویوں کے ذریعہ آگے بڑھانے اور پروان چڑھانے میں سب سے نمایاں نام ہے اکمل آلدوری صاحب کا۔

آپ کا نام محمد برہان الغنی۔ اکمل تخلص فرماتے ہیں آپ کی پیدائش شہر چکمگلور سے قریب کے شہر آلدور میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم یہیں حاصل کی۔ ایام طالب علمی ہی سے شعر کہنے لگے تھے قدر عریضی سے صلاح لی۔ حیدرآباد کا قیام ان کے فن کو جلا بخشنے میں بڑا کارآمد ثابت ہوا۔ اردو کی تمام قدیم اصناف سخن میں طبع آزمائی فرمائی۔ بالخصوص غزل اور رباعیات کے حوالے سے ان کا فن بلندیوں پر نظر آتا ہے آپ کے تین شعری مجموعے ''ساغر اخلاص'' (نور وظہور اور سلگتے پھول) جادہ اخلاص، منزل اخلاص وغیرہ منظر عام پر آچکے ہیں آپ کو ترجمہ نگاری کے فن پر بھی کافی دسترس ہے آپ کے تراجم بھی شائع ہو کر داد وتحسین پا چکے ہیں آپ کی دیگر تخلیقات کی طرح آپ کی نعتیں بھی ایک منفرد رنگ وآہنگ کی حامل ہیں۔ حضور اقدس ﷺ سے ان کی بے پناہ محبت وعقیدت نے ان کی نعتوں کو ایک والہانہ پن غضب کی سرشاری اور بلا کی دلکشی سے ہمکنار کیا ہے۔

ایماں ہے وابستہ اقدار محمد ﷺ سے
کونین منور ہیں انوار محمد ﷺ سے

پروانہ ہوں میں شمع رسالت مآب ﷺ کا
پوچھو نہ حال مجھ سے میرے اضطراب کا

فکر شہ طیبہ بھی داخل عبادت میں

بیدر میں نعت گوئی۔آزادی کے بعد

محمد یوسف رحیم بیدری

بیدر دکنی زبان سے لے کر ہندوستانی زبان بلکہ اردو کے منظر عام پر آنے تک شعر و ادب کی قدیم لیکن پاکیزہ ترین روایات کا منبع رہا ہے۔سید حسین سیفی سبحانی کی ولادت ۱۳۰۱ھ میں ہوئی اور ۴ / جولائی ۱۹۴۱ء کو وظیفہ حسن خدمت پر سبکدوش ہوئے۔آپ نے مختلف کتابوں کے علاوہ ''نعتستان'' جیسا وجد آفریں مجموعہ دیا ہے۔آزادی کے بعد بیدر میں نعت گوئی کے سفر کو سمجھنے کے لئے سید حسین سیفی سبحانی کے ''نعتستان'' سے مدد لینی پڑتی ہے شاہ زین الدین گنج نشین جنیدی سجادہ (متوفی ۲۰ ڈسمبر ۱۹۵۷ء) کے قلمی مسودہ سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے غزل ،نظم اور نعت گوئی میں بڑا نام پیدا کیا ہے۔وہ داغ دہلوی کے شاگردِ رشید تھے۔خورشید کی شعائیں اور تازہ گلاب کے خالق پیر خورشید علی شاہ چشتی قلندری کا وصال آزادی کے دس گیارہ سال بعد ہوا،نعت گوئی کے سفر میں مرحوم کا بھی حصّہ ہے۔مشہور محقق ڈاکٹر طیب انصاری نے ابوالکلام غلام مصطفیٰ عشقی کے بارے میں لکھا ہے کہ آپ کا یا شفیع الوریٰ نامی ایک سلام ہندو بیرون ہند نہایت ہی عقیدت و احترام سے پڑھا جاتا ہے۔آپ کی مشہور تصانیف محامد محمدی اور حمایدِ محمدی کا تعلق بھی آپ کی ذات پاک سے ہے۔آپ ابتداء میں ولا اور بعد میں عشقی تخلص فرمانے لگے۔ایک شعر ملاحظہ کریں۔

مہر کو صلِّ علیٰ سودا ہوا اس ماہ کا
لو ہوا اللہ دلدادہ رسول اللہ کا

دیکھنا یہ ہے کہ وہ کونسی وجوہات ہیں جن کی بنا پر بیدر میں نعت گوئی کو فروغ حاصل ہوا۔ ویسے اردو زبان کا پہلا مثنوی نگار فخرالدین نظامی نے اپنی مثنوی ''کدام راؤ پدم راؤ'' میں نعتیہ اشعار کہے ہیں لیکن وہ کون سے معاشرتی یا مذہبی عوامل ہیں جن سے نعت گوئی کو فروغ حاصل ہوا؟ جواب نہایت ہی آسان ہے۔وہ یہ کہ بیدر ابتدا ہی سے خانقاہ ،مساجد اور درگاہوں کا شہر رہا ہے، غالباً اسی لیے

ڈاکٹر طیب انصاری لکھتے ہیں کہ حضرت ابوالفیض رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے سماع خانے میں اکثر سالانہ مشاعرے ہوا کرتے تھے جس کے روح رواں حضرت سید معین الدین حسینی سجادہ نشین ہوا کرتے تھے، ان کے علاوہ ناظم ضلع عباس بیگ اور عباس علی خاں بزم بھی مشاعروں کا اہتمام کرتے تھے ۔اس سلسلے کو حکیم محمد بیگ محمودی رمز نے ''صحن مسیحا'' میں اس روایت کو جاری رکھا'' (بحوالہ نذرِ بیدر ۔ص ۵۳ ۔ ۵۴)

نثار احمد کلیم کا کہنا ہے کہ ''جناب مرزا محمود علی بیگ چشتی نظامی کی سرپرستی میں ہر ہفتہ محفل نعت وشعری نشستوں کا انعقاد عمل میں آتا ہے ۔ ہر ہفتہ یہ محفلیں اردو شاعری کے ارتقاء کی روح رواں ہیں ۔'' (بحوالہ باقہ ۔ص ۱۱) اور یہ مجالس ۱۹۷۵ء سے آراستہ و پیراستہ کی جارہی ہیں ۔جس میں نعوت اور منقبت پڑھی جاتی ہیں ۔ایک دفعہ کسی ستم ظریف نے چھیڑ خوانی کی کوشش کی تو میر مجلس نے غم وغصہ کا اظہار کیا اور شخص واحد کا نام ظاہر کئے بغیر سبھوں کو نفاق سے دور رہنے کی تلقین کی ۔خیر تو خانقاہ ابوالفیض رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ میں نعت اور منقبت کی مجالس ہوتی تھیں ۔صابر شاہ آبادی اور اوج یعقوبی وغیرہ شریک مجلس ہوتے ۔خواجہ ابوالفیض رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی محفلیں ہوا کرتی تھیں ۔گاہے ماہے حضرت ملتانی بادشاہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی درگاہ میں قوالی ہوتی تھی جن میں صوفیانہ کلام پڑھا جاتا تھا ۔جناب وزیر علی شاہ صاحب کے مکان میں سماع کی محفلیں ہوتی تھیں ۔شاہ جمال الدین گنج نشین صاحب کے بنگلہ پر بھی نعت کی محفلوں کا انعقاد عمل میں آتا ۔درگاہ حضرت پیر بالے رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ (موقوعہ تعلیم نور خاں) کے سامنے چبوترے پر قوالی ہوتی تھی ۔شیخ نور سمعنانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی درگاہ پر ایک روزہ عرس میں میلاد پڑھی جاتی تھی بعد ازاں شیرنی کی تقسیم عمل میں آتی ۔لال دروازہ میں رات کو میلاد اور صبح فاتحہ کے بعد طعام خاص و عام کا اہتمام ہوتا تھا ۔میلاد شریف کی دو تین پارٹیاں (جماعتیں) ہوتی تھیں جو میلاد پڑھتیں جس میں آپ کے شمائل اور فضائل بیان کیے جاتے ۔ان پارٹیوں کا آپس میں مقابلہ بھی ہوتا ۔درگاہ حضرت صدیق رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ (موقوعہ تعلیم صدیق شاہ) میں ۱۲ /محرم کو ہر سال میلاد شریف پڑھی جاتی تھی ۔اسی طرح عید گاہ کے پیچھے واقع خانقاہ اور درگاہ حضرت نظام الدین اولیاء حسنی والحسینی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ میں سالانہ صندل شریف کے موقع پر میلاد منعقد ہوتی ۔حضرت دادا پیر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے سالانہ عرس شریف میں نعت اور سلام پڑھا جاتا ۔جس میں پیش پیش رکن الدین رکن ہوتے تھے، ان کے ساتھ مسجد پیر فانی کے امام جناب اکبر حسین بھی انتہائی خوش الحانی سے میلاد شریف پڑھتے ۔اور حضرت مخدوم جی قادری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے سالانہ عرس کے موقع پر بھی یہی عمل دوہرایا جاتا ۔

بیدر میں نعت گوئی کے اس تسلسل کی وجہ معلوم کرنا چاہی تو ایک دفعہ مرزا محبوب بیگ چشتی

نظامی نے برجستہ کہا۔ ''عشق خدا اور عشق رسول ﷺ'' پھر اس کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا۔ ''اگر رسول خدا راضی ہوتے ہیں تو خدا بھی راضی ہوتا ہے چونکہ بیدر میں صوفیائے کرام بکثرت آرام فرما ہیں اور آج بھی ان کی اولادیں یہاں موجود ہیں اس لیے نعتوں کا یہ روح پرور سلسلہ چل رہا ہے گویا کہ پہلے جیسی محافل اب نہیں ہوتی ہیں۔''

بیدر میں پچھلی صدی کی چھٹی ساتویں اور نصف آٹھویں دہائی نعتوں کے فروغ کے لئے مثالی رہی ہے۔ ہر طرف نعت، سلام، منقبت اور میلاد شریف کی محفلیں بپا رہتیں۔ اس بات کی تصدیق مرزا محمود بیگ چشتی نظامی نے بھی کی اور کہا۔ ''حضرت رشید احمد رشید کا دور ہی نعتوں کا سنہرا دور رہا ہے۔''
حضرت رشید کہتے ہیں

بزم تخیلات میں لاکھوں چراغ جل گئے
فکر عمل بدل گئی صدق و صفات کی ذات سے
جو دل فدائے احمد مرسل ﷺ نہ ہوسکا
وہ بد نصیب صاحب منزل نہ ہوسکا
گستاخ، ناشناس، بہت بے ادب رہے
لیکن مرے حضور تبسم بہ لب رہے
نام پر جس کے پڑھے جائیں درود و سلام
نام لے جس کا خدا عزت و اکرام کے ساتھ

ضلع بیدر میں حضرت رشید احمد رشید (خمِ ابرو، الہام ویقین) کے علاوہ علامہ عطا کلیانوی (وجود وشہود)، خواجہ ابوالحسن شاہ افضل پیر (کلام افضل الرحمٰن ہادی (عکس احساس)، محسن کمال (حرف حرف لہولہو)، شاہ شبیر پاشاہ قادری (مرقع ماتم)، عبدالغفور خاک (تنویر خاک)، محمد باسط خان صوفی (گنجینۂ گوہر)، نثار احمد کلیم (فکر کلیم، اسرار کلیم،) اور محمد امیر الدین امیر (ثریٰ) کے علاوہ بیسیوں شعراء (مرحوم شعراء) کے نام لیے جاسکتے ہیں۔ ماضی اور حال کے چند ایک شعراء کا کلام پیش خدمت ہے

ذکر احمد کی بات ہوتی ہے
ذرہ ذرہ سے نعت ہوتی ہے
میرا ایسا عقیدہ ہے افضل
نعت وجہ نجات ہوتی ہے

خواجہ ابوالحسن شاہ افضل پیر

ہزاروں سال پر بھاری سیاست جس نے سکھلا دی
کہ جس کا دور کہنے کو فقط تئیس سال ہے
سچا عاشق وہی ہے کہ جو عشق نبی ﷺ میں
جان لینے کو بھی تیار جان دینے کو بھی

محسن کمال

شان رسول پاک سے واقف ہوئے جو لوگ
پیدا مزاج جہل میں شائستگی ہوئی
آنکھیں ہیں بند اور مدینہ ہے سامنے
ہادی یہ اپنے جذبۂ پنہاں کی بات ہے

فضل الرحمٰن ہادی

صوفی کی مدعا ہے خدائے کریم سے
نکلے نہ اس کا دم کبھی سرکار کے بغیر

باسط خان صوفی

یہ مرا ذہن بھی نعت نبی میں ایسے کھو جائے
سحر کی شکل میں روشن مری ہر رات ہو جائے
خوشبو ہے ،روشنی ہے ، مرے مصطفٰے کا نام
اہل نظر بد کو مگر ڈھونڈتا تو ہے

نثار احمد کلیم

دامن پاک ہے ، الفت ہے، کرم ہے ان کا
ان کے کوچے میں گذارا ہے جئے جاتے ہیں۔
وہ کملی میں جن کی کہ ہے سارا عالم
وہ کملی کا ایک میں بھی تاگاں بنا ہوں

مرزا محمود بیگ چشتی نظامی

نعت کہنے کا مجھ کو سلیقہ امیر
معتبر ، معتبر ، معتبر چاہیے

محمد امیر الدین امیر

ہوتے ہم احمد مجتبیٰ کے اگر
ہر نگر ہر ڈگر پھیلتی روشنی

میر بیدری

بیدر کے موجودہ منظر نامے میں مرزا محمود بیگ چشتی نظامی، مظہر الدین مظہر، علیم الدین چندا، ڈاکٹر مقبول احمد مقبول، میر بیدری، صدیق حیرت، مصطفےٰ عادل اور حشمت فاتحہ خوانی وغیرہ سے بڑی امیدیں وابستہ ہیں۔ ملکی سطح پر موجودہ دور نعتوں کا سنہری دور ہے۔ مختلف چینلس نے نعتوں کے روح پرور ابلاغ میں اہم رول ادا کیا ہے۔ لیکن ماضی کے مقابلے بیدر میں نعت گوئی کا منظر نامہ تابناک نہیں ہے جس پر افسوس ہی کیا جاسکتا ہے۔

کلیانی شریف میں جو بیدر کا تعلقہ ہے حضرت سید تاج الدین باگ سوار رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور سید شاہ احمد قادری قبلہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے عرس کے موقع پر طرحی نعتیہ مشاعرے منعقد ہوتے ہیں جو ای ٹی اردو سے نشر بھی کیے جاتے ہیں۔ چٹگوپہ شریف کا قدیم نام معین آباد ہے، چٹگوپہ تعلقہ ہمنا آبادی ضلع بیدر میں آتا ہے۔ اسی چٹگوپہ میں حضرت سید سالار مخدوم حسینی کے عرس کے دوسرے دن نعتیہ مشاعرہ ہوتا ہے جس کی نگرانی معروف شاعر اور ابھرتی ہوئی شاعرہ نوشاد بیگم کے والد جناب محمد عبد الکریم صاحب کریم کیا کرتے ہیں۔ حضرت کریم اللہ شاہ قادری چشتی کے عرس کے موقع پر نعت اور قوالی کی محفل ہوا کرتی ہے۔ اسی طرح محمد اشتیاق علی شاہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے عرس کے موقع پر بھی یہی پروگرام دیکھنے کو ملتا ہے۔ ۹/ محرم الحرم کو احاطہ حسینی علم میں نعت، منقبت وغیرہ جھنڈا بجا بجا کر کورس کی شکل میں پیش کی جاتی ہیں جس کو دیکھنے اور سننے کے لئے لوگ دور دراز سے آتے ہیں۔ محبوب سبحانی کے چلّہ (موقوعہ دستگیر محلّہ) پر بھی نعوت پیش کی جاتی ہیں۔ یوں چٹگوپہ میں نعتوں کی فضاء اور اس کا شہرہ ایک زمانے سے ہے، اور آج بھی وہاں عقیدت کا عالم قابل رشک ہے۔ رہ گئی یہ بات کہ وقت کے ساتھ ان نعتوں میں کیا تبدیلیاں آئیں؟ نعتوں کے موضوعات کیا تھے؟ اظہار کا کونسا اسلوب اختیار کیا گیا تھا اس پر آئندہ پھر کبھی تحریر کرنے کی کوشش کروں گا انشاء اللہ

کرناٹک میں شاعرات کی نعت گوئی

ڈاکٹر رافعہ سعادت ایم علیگ (بنگلور)

ڈاکٹر حبیب النساء کی کتاب ''ریاست میسور میں اردو'' کے مطابق ۱۹۰۴ء تا ۱۹۴۰ء کے دور میں صفیہ بی حیاء، بتول بی، عائشہ بیگم، رضیہ بیگم، عقیلہ بیگم اور سیدہ اختر، بزم عروج ادب بنگلور کے مجلہ ''نگینہ'' کے مطابق بشیر النساء بشیرہ، بلقیس النساء بلقیس، میمونہ تسنیم، زبیدہ نسرین، وحید النساء ناز، اختر جہاں اختر، تاج النساء تاج، صغریٰ عالم، محمودہ خانم شبنم، فاطمہ درا، مہ جبین نجم، ثریا جان نشاط، شہنواز بانو شاہین، شمیم النساء شمیم، شائستہ یوسف، شاکرہ بیگم صباء اور موجودہ دور میں زریں افشاں، شباب آراء شباب ،سلیمہ سلطانہ راز، شاہوار بیگم بیگم، زبیدہ بیگم، فریدہ رحمت اللہ، رضیہ یاسمین راز، شبانہ ثمین، صباح نکہت، نجیبہ خانم نرگس وغیرہ کے نام ملتے ہیں۔ جب سالار کے ادبی ایڈیشن میں مضمون کے عنوان کا مسلسل اعلان ہوا تو کسی کی بھی نوازش نہ ہوئی۔ بھلا ہو محمد اقبال (مدیر ادبی ایڈیشن) کا جن کے جذبہ حب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوشش کر کے ان چند شاعرات کو ڈھونڈ نکالا ان کی نعتیں اکھٹا کیں اور مجھ تک پہنچائیں

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق حسنہ کو بیان کرنے کے لئے نعت سے زیادہ کوئی شاعری برتر نہیں ہے۔ نعت کے ذریعہ شاعر سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس کے مختلف گوشوں کا احاطہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور اس کاوش کو اپنی نجات کا ذریعہ بھی بنا لیتا ہے کتنی احسن خدمت ہوتی اگر شاعرات نعت گوئی کی طرف توجہ کرتیں۔ بحث ایک ماں کے اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت میں ان کا وافر حصہ ہوتا، اپنی ذات کو اس نور کے بے پایاں دامن رحمت سے وابستہ کر کے آپ کی رافت و رحمت کے قصوں کو نعت میں ڈھال کر اپنے بچوں کے سامنے پیش کرتیں تو آج دنیا میں ہمارے بچے جو نشان ملامت بنے ہوئے ہیں، محبت و الفت کا پیکر بنتے۔ ماں کی گود ہی اگر مسلمان نہ رہی تو بچے اسلامی اخلاق کہاں سے سیکھیں گے؟ سیدہ اختر ایک بہترین شاعرہ تھیں۔ وہ شاعر ہونے کے علاوہ ادیبہ اور مقرر بھی تھیں۔ انہیں زہرہ سخن، خطیبہ ہند اور مجاہدہ وطن کے خطابات سے نوازا گیا تھا۔ برصغیر کے اخباروں اور رسالوں میں وہ سرخیوں میں رہتی تھیں، اور ان کی خطابت کی دھوم مچی ہوئی تھی۔ ۱۹۴۲ء میں انہوں

نے اردو کانفرنس اور مشاعرہ شہر بنگلور میں منعقد کیا تھا۔ان کی اس مساعی جمیلہ کی تعریف کرتے ہوئے سیماب اکبر آبادی نے اس محفل میں انہیں ''زہرۂ سخن'' کا تابناک خطاب دیا تھا۔ان کے کلام کی روانی اور سادگی اور انداز خطابت پر ادب وسخن کے تمام مشاہیر ان کی توصیف میں رطب اللسان ہیں۔سفر دیار حرم کی سعادت جسے نصیب ہو جائے اس کی خوش بختی میں کوئی شک نہیں۔نبی مکرم ﷺ ایک ایسا روشن چراغ ہیں جس کی نورانیت پھیلتی رہے گی۔''صحیفۂ درخشاں'' میں سیدہ اختر کا بارگاہ اقدس میں اپنی عقیدت کا اظہار اور ثنائے شہ کونین ﷺ کی ادائیگی اس قطعہ میں دیکھئے اور زبان کی روانی، سلاست اور قلبی کیفیت کو محسوس کیجئے۔

درمان غم تشنہ لبی لاتے ہیں
تیشہ بر سر بولہبی لاتے ہیں
اے کفر زرا راہ سے ہٹ جا دم بھر
تشریف رسول عربی ﷺ لاتے ہیں

''رحمت عالم'' میں ترنم ریز موسیقیت اور موزونیت کا عالم ملاحظہ کیجئے،کس طرح سے جھوم کر خراج تحسین پیش کر رہی ہیں:

مطرب شوق ! ذرا سا اٹھانا سر بزم
چھیڑنا عشق محمد کا ترانہ سر بزم
قصۂ عہد گذشتہ کو سنانا سر بزم
آج آنکھو سے دکھاناوہ زمانہ سر بزم
یوں تو ہر چیز سے ہے الفت بے حد مجھ کو
ہے پسندیدہ مگر نعت محمد ﷺ مجھ کو

اپنی خلش، بے چینی اور تڑپ کو انتہائی عاجزی اور انکساری کے ساتھ مدینے کی گلیوں میں صدا لگا رہی ہیں اور اپنی دعاء میں اثر کے لئے بارگاہ نبوی میں سراپا التجاء بنی ہوئی ہیں۔مدینے کی گلیوں میں شاعرہ کی صدا سنئے۔اشعار میں نغمگی کو محسوس کیجئے۔

سرور غم مصطفیٰ بیچتی ہوں
میں ہر درد کی دوا بیچتی ہوں
جو مقبول ہو گی زباں سے نکل کر

میں وہ مختصر سی دوا بیچتی ہوں
بہت مختصر سی میری آرزو ہے
اثر چاہتی ہوں دعاء بیچتی ہوں
کدھر ہے؟ کہاں ہے ؟تیری شان رحمت
کہ میں اک اک خطاء بیچتی ہوں

کائنات میں نعت کا حسن ازل سے رہا ہے اور ابد تک رہے گا۔شاعرہ میں یہ وجدانی کیفیت کا پیدا ہونا بھی عطیہء خداوندی ہے۔اور اظہار کا سلیقہ بھی کمال ہے۔موصوفہ نہ صرف شاعری میں قدرت رکھتی تھیں بلکہ سیاسی ،ادبی ،مذہبی اور قومی سرگرمیوں سے بھی انہیں گہری دلچسپی تھی۔گویا ''صحیفہء درخشاں'' سے اردو ادب میں ایک نئے دور کا آغاز ہوا ہے اور اس کی ادبی حلقوں میں خاصی پذیرائی بھی ہوئی تھی۔

حضور رسول کریم ﷺ مسلمانوں کے لئے بہت محبوب اور محترم شخصیت ہیں۔وہ اللہ کے بھی محبوب ہیں،آپ سے محبت اور عقیدت کا اظہار ہوتا ہے تو شائستگی کے دائرے میں ہونا چاہیئے۔گو آپ کا عشق ہمارے ریشے ریشے میں سما جاتا ہے مگر حدو آداب سے تجاوز نہیں کرنا چاہیئے۔حالانکہ رحمت عالم ﷺ کی مدح نعت کا بنیادی عنصر ہے۔یہ آپ کا فیضان نظر ہے کہ الحاجیہ عائشہ بی ایک معتبر شاعرہ ہیں۔نعت گوئی سے انہیں خصوصی لگاؤ ہے۔آپ مشہور شاعر مولانا شاہ ابوالحسن ادیب کی زوجہِ محترمہ،نجم الحسن انجم ادیب کی والدہ اور شاہوار بیگم بیگم کی خوش دامن تھیں۔یہ علمی گھرانہ ایک منفرد خاندان ہے جس کا ہر فرد علم وفضل میں یکتا ہے۔ ایک ماں میں رحمت اللعالمین ﷺ کی ذات مبارکہ سے اس قدر محبت وعقیدت پائی جائے تو اسے اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت کا ہمہ وقت خیال رہتا ہے۔عائشہ بی تاحیات اپنے خاندان کے افراد کی ظاہری اور باطنی تربیت کی اصلاح کرتی رہیں۔فی زمانہ نظام تعلیم میں روحانی قدروں کو قابل ترجیح نہیں سمجھا جاتا۔حالانکہ یہ وقت کی اہم ترین اور اشد ضرورت ہے۔موجودہ نسل ایک عجیب وغریب اضطراب اور بے چینی میں مبتلا ہے۔تعلیم ایک مقصدی چیز ہے۔اگر لڑکے اور لڑکیاں اعصابی ہیجان شکار ہیں۔تو وہ گویا زندگی کے مقصد سے بیگانہ ہیں۔اپنے آپ کو پہچان کر حضور ﷺ کے اسوۂ حسنہ کو اپنا نصب العین بنالیں تو زندگی ایک طمانیت اور کامیابی کے ساتھ گذر سکتی ہے۔ورنہ عصری تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم نہ ہو تو وہ تعلیم نامکمل اور ناقص ہے اور آخرت بھی تہس نہس ہو جاتی ہے۔لہٰذا ہماری شاعرات اپنی نعتوں میں حضور اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ کا ایک ایک گوشہ اور پہلو اجاگر کرنے کی کوشش کریں تو اپنے اذہان تک ان روشن تعلیمات کو منتقل کرسکتی ہیں۔چونکہ ماں کی آغوش ہی بچہ کا پہلا مدرسہ ہے۔اس تناظر میں عائشہ بی ایک مثالی ماں

ہیں ۔سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مدحت میں جو شیفتگی، وارفتگی اور بے ساختگی پوشیدہ ہے۔ان کی نعتوں میں اس کو محسوس کیجئے۔۔۔

اب اسے گنبدِ خضرا کی طرف جانے دو
طائرِ دل کو مدینہ کی ہوا کھانے دو
درِ فردوس پہ پہنچی تو ندائیں آئیں
یہ ہے شیدائے نبی اس کو یہاں آنے دو
کہا رضوان نے حوروں سے جب مجھے دیکھا
عاشقِ سرورِ عالم ہے نہ اکتانے دو

دامنِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں ایک شکستہ دل کی فریاد سنئے۔۔۔

سارے مشتاقوں کے دل یادِ نبی سے شاد ہیں
جتنے ویرانے تھے وہ سب اسی طرح آباد ہیں
افسوس اے شاہِ دیں اب تو مسلمانانِ ہند
درسِ قرآن چھوڑ کر تاراج ہیں برباد ہیں

نعت گوئی بہت بڑے اعزاز کی بات ہے۔شاہوار بیگم بیگم بھی اسی خاندان کی بہو ہیں۔ان کا لہجہ محبت وعقیدت سرشار نظر آتا ہے۔نعتوں میں علم وفکر کے چراغ انہوں نے بڑی خوبی سے جلائے ہیں۔

ازل سے یہی ایک حسرت رہی ہے
مدینہ کا دیدار ہی زندگی ہے
درِ مصطفیٰ پر مجھے موت آئے
تمنا یہی میرے ایمان کی ہے
رکھیں گے دل بچھا کے مدینہ کی راہ میں
آنکھوں کو وقف گنبدِ خضرا کریں گے ہم
آئے گا دیکھ کر جو مدینہ کے صبح وشام
حسرت سے ان کی آنکھ کو دیکھا کریں گے ہم

میمونہ تسنیم ریاست کی ایک نامور اور معتبر شاعرہ ہیں شاعری کے علاوہ افسانہ نگار، ناول نگار اور مضمون نگار بھی ہیں۔ضلع ہاسن سے ان کا تعلق ہے۔انجمن اصلاحِ نسواں کے تحت ایک اردو اسکول چلا رہی

ہیں ۔ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں بڑے احترام، اکرام اور اہتمام کے ساتھ نعت کا نذرانہ پیش کر رہی ہیں ۔ آپ نے بڑے دلنشیں انداز میں حبیب مکرم ﷺ کی آمد کا سماں باندھا ہے ۔آپ کے انداز بیان میں ایک غیر معمولی جاذبیت پائی جاتی ہے ۔نعت کا افادی پہلو بھی اجاگر ہے ۔آپ نازش رب، فخر بنی آدم، عفو و کرم، آپ کی شان، اخوت و مساوات کے آپ علمبردار، شب معراج، اس دنیا میں کسی کی بھی نہ ہوئی ہوگی ۔ اللہ رب العزت آپ کا میزبان اور آپ معزز مہمان، اس نعت میں رحمت اللعالمین کی سیرت طیبہ کی جھلکیاں نظر آ رہی ہیں ۔ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ شاعرہ خود بھی قلب و ذہن کے اعتبار سے ایک صالح انسان ہیں جو اپنی نعت کے ذریعہ پاکیزہ اور گہرے تاثرات قاری کے ذہن پر مرتب کر رہی ہیں ۔۔۔۔

ملائکہ مرحباء صلی علیٰ گاتے ہوئے آئے
زہے رحمت محمد ﷺ جلوہ فرماتے ہوئے آئے
مجسم رحم و راضی ان کی شان عفو کے صدقے
خطاب رحمت اللعالمین پاتے ہوئے آئے
نگاہِ لطف تھی منعم پہ اور نادار پر یکساں
وہ آئے خود سروں کو عجز سکھلاتے ہوئے آئے
رہے باقی نہ ہرگز امتیاز رنگ و نسل
اخوت کا علم دنیا پہ لہراتے ہوئے آئے

دوسری نعت میں خیر الانام ﷺ کے نام گرامی کو زیست کا مقصد قرار دے رہی ہیں ۔محبت میں ڈوب کر الفاظ کا انتخاب کیا گیا ہے ۔یہ بھی افادیت سے لبریز کلام ہے ۔جامع اور نفیس کلمات سے مرصع ہے ۔بہت مختصر ہے مگر تاثیر میں کوئی کمی نہیں ہے ۔

مصطفیٰ مجتبیٰ آپ کا نام ہے
خاتم الانبیاءٔ آپ کا نام ہے
لوح دل پہ لکھا آپ کا نام ہے
زیست کا مدعا آپ کا نام ہے
جان صدق وصفاء، روح جود و سخا
نور رب العلیٰ آپ کا نام ہے

حسنیٰ سرور کا تعلق بھی ضلع ہاسن سے ہے ۔یہ بھی بیک وقت شاعرہ، افسانہ نگار اور ناول نگار ہیں

ان کے کلام کے کئی مجموعے شائع ہو چکے ہیں ۔ یہ نعت ان کے مجموعہ کلام ''شبنم شبنم'' سے لی گئی ہے ۔ان کے حساس ذہن نے علم وفکر کی بڑی خوبصورت شمع جلائی ہے ۔عشق احمد میں ڈوب کر اپنے خیالات کو مؤثر زبان عطا کی ہے ۔لفظ لفظ حب محمد ﷺ سے لبریز ہے ۔ یہ فیضان رسول ﷺ ہی تو ہے جس سے ان کا نصیبہ روشن ہوا ہے ۔۔حضور اکرم ﷺ کی آمد ایک روشنی ہے اور اس نور ہدایت سے ساری دنیا روشن ہوگئی ہے ۔قرآن و سنت کی یہ روشنی لافانی بھی ہے اور ثانی بھی ۔اپنے خیالات کے تقدس کو بڑی خوبصورت کے ساتھ نعت میں سمویا ہے ۔قارئین ایک نورانی کیفیت سے گذرتے ہیں ۔اس نعت میں آپ نے عارفانہ انداز میں نور مجسم ﷺ کو بصد ادب و احترام خراج تحسین پیش کیا ہے ۔

انگلیاں ہوگئیں پر نور صحیفہ روشن
نعت گوئی سے ہوا یوں میرا خامہ روشن
آسمانوں سے ہوا نور ہدایت کا نزول
کوچہ کوچہ ہوا روشن در کعبہ روشن
از کراں تا بہ کراں نور کی چادر پھیلی
روشنی دشت و جبل میں ہوئی صحراء روشن
ہاں وہی شمع رسالت ہے یہاں جلوہ فگن
جس کے قدموں سے ہوئی خاک مدینہ روشن
میں ایک ذرۂ ناچیز ہوں حسنیؔ لیکن
عشق احمد نے کیا میرا نصیبہ روشن

بنگلور کی تاج النساء تاج صاحبہ ڈی یس سی آر ٹی سی اسسٹنٹ ڈائرکٹر کے عہدے سے وظیفہ یاب ہوئی ہیں ۔اہل مدحت محمد ﷺ کے کیا کہنے ! آپ کا یہ ارمان کہ بنگلور سے سجدے کرتے ہوئے یثرب پہنچنا چاہتی ہیں ۔وفور شوق ومحبت میں اس طرح سراپا التماس بنی ہوئی ہیں ۔تاج صاحبہ حق وایمان کے اس گلستان میں بہت تعظیم وتکریم کے ساتھ محبت کی ترغیب دے رہی ہیں ۔۔۔۔۔

بانیٔ محفل امکاں ہیں رسول عربی
ہادیٔ منزل عرفاں ہیں رسول عربی
تحفۂ دولت توحید ملا دنیا کو
حق و ایماں کا گلستاں ہیں رسول عربی

سجدے کرتی ہوئی بنگلور سے یثرب پہنچوں
تاج کے دل میں یہ ارماں ہیں رسولِ عربی

فاطمہ رداصاحبہ ٹمکور کی رہنے والی ہیں۔ایک عرصہ سے شاعری کررہی ہیں۔اکثروبیشتر یہاں کے روزناموں میں ان کے کلام کی جھلکیاں نظر آتی رہی ہیں۔کافی تجربہ کار ہیں۔ان کی دونعتیں اور ایک قطعہ دستیاب ہے۔اس نعت میں آپ نے رحمت دوجہاں ﷺ کی شفاعت کا پہلولیا ہے۔آپ کا کہنا ہے کہ آپ شفیع المذنبیں ﷺ ہیں،اور آپ کی شفاعت ہم عاصیوں کی نجات کا باعث بن جائے،اس سے بڑا کرم اور کیا ہوسکتا ہے۔اپنے عجز کے ساتھ دیارِ نبی ﷺ میں التجاگو ہیں کہ آپ کی شفاعت ان کا مقدر بن جائے اور اس پر انہیں کامل یقین ہے۔۔۔۔

روزِ ازل جن کا چرچا ہوا
جبیں پر وہ آدم کی روشن ہوا
میں عاصی گنہگار جو اب بھی ہوں
سہارا قیامت میں ہے آپ کا

حاجیہ فریدہ رحمت اللہ جانی پہچانی شاعرہ،افسانہ نگار اور ناول نگار بھی ہیں۔بہت سی صلاحیتوں کی مالک ہیں اور کئی اداروں سے اعزاز یافتہ بھی ہیں۔ایک مشہور معروف مجلہ ''زریں شعاعیں'' کی مدیر بھی ہیں۔اردو زبان کی ترقی وترویج میں ان کا بڑا حصہ ہے۔ان کی ایک نعت ہے جس میں مدینہ کی گلیاں،روضۂ مبارک وہ جالی،ریاض الجنّہ،جنت البقیع کے روح پرور نظارے بار بار یاد آتے ہیں۔وہ دوبارہ عازمِ سفر ہونا چاہتی ہیں۔تاکہ پھر سے ان دلکش نظاروں کو دیکھ کر اپنی آنکھوں کو ذخیرہ کرسکیں۔یہ بھی ایک انداز محبت ہے۔

وہ گلیاں وہ راہیں وہ در ڈھونڈتی ہوں
مدینے کے شام وسحر ڈھونڈتی ہوں
وہ روضہ کی جالی وہ ہریالہ گنبد
مدینہ کے محراب و در ڈھونڈتی ہوں
یثرب کا سفر مختصر تھا فریدہ
اس سفر کا دوام سفر ڈھونڈتی ہوں

رضیہ یاسمین راز صاحبہ وانمباڑی میں پیدا ہوئیں،درس وتدریس کے پیشہ سے تعلق رکھتی ہیں۔

شادی کے بعد بنگلور میں سکونت اختیار کی ہے اور اسد اعجاز صاحب سے شرف تلمذ حاصل ہے۔ ان کی نعت کے دو شعر دیکھئے۔۔۔۔

نبی کی نعت سے معمور ہے دل
اسی سے تو ہوتا ہے ایمان کامل
پکاروں گی جب صدق دل سے خدا کو
تو آسان ہوجائے گی میری مشکل

شبانہ ثمین منکی صاحبہ منکی ضلع شمالی کینڑا میں جامعۃ الصالحات بھٹکل سے عالمیت کے کورس کے بعد جامعۃ المومنات منکی میں درس و تدریس کی خدمات انجام دے رہی ہیں۔ اور محترم فطرت بھٹکلی سے مشورہ سخن کرتی ہیں۔ ان کی نعت کے دو شعر ملاحظہ ہوں۔

جب رخ پاک کے انوار چھلک جاتے ہیں
دیدۂ دل کے حجابات سرک جاتے ہیں
پھول جب یاد مدینہ کے مہک جاتے ہیں
اشک بے ساختہ آنکھوں سے ٹپک جاتے ہیں

صباح ہمایوں خان نام ہے۔ ممبئی میں پیدا ہوئیں۔ مرڈیشور بھٹکل سے بی اے، بی ایڈ کر کے اپنے والد محترم اظہر الدین قاضی سے اصلاح لیتی ہیں۔ ان کا مجموعہ کلام ''یاد و نکہت'' زیر طبع ہے۔ ان کی نعت کے دو شعر نموتاً پیش ہیں۔۔۔۔

طاعت پہ رسول اکرم کی گر اپنا گذارا ہوجائے
کیا چیز ہے دنیا اور عقبیٰ اللہ ہمارا ہوجائے
تقدیر سے پہنچوں گی اگر روضہ پہ نبی رحمت کے
جینے کا وہاں پر ذکر ہی کیا مرنا بھی گوارا ہوجائے

یہ نوخیز شاعرات ہیں۔ ابھی ان کے کلام کو تجربات اور مشاہدایت کے مرحلوں سے گذرنا ہے۔ مگر پھر بھی انداز بیان عام فہم ہے۔ بڑے سلیقے سے الفاظ کا استعمال کیا ہے اور قرینے سے نعت گوئی کا فریضہ انجام دیا ہے۔ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ادب و تعظیم کے ساتھ خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

گلبرگہ میں فن نعت گوئی مابعد آزادی

ڈاکٹر وحید انجم گلبرگہ

گلبرگہ صدیوں سلطنت بہمنی کا پائے تخت رہا ہے۔حسن گنگو بہمنی بانی سلطنت اور اسی خاندان کے سپوت فیروز شاہ بہمنی نے گلبرگہ کو اپنے عہد میں ادبی اور روحانی مرکز بنایا۔فیروز شاہ علم پرور اور ایک بلند پایہ شاعر تھا جو فیروزی تخلص کیا کرتا تھا۔اس نے علم و ادب کو فروغ دیا۔اس کے عہد میں زبان و ادب کا رشتہ اولیاء اور صوفیا کی خانقاہوں سے جڑا رہا۔اس کا دور علم و ادب کا سنہرا دور کہلاتا ہے۔حضرت خواجہ بندہ نواز نے رحمتہ اللہ علیہ اسی عہد میں کئی شعری و نثری تصانیف بطور یادگار چھوڑی ہیں۔اس طرح نظم و نثر دونوں میں گلبرگہ کو اولیت حاصل رہی ہے۔

۱۴۲۹ء میں جب احمد شاہ بہمنی نے اپنا پایہ تخت گلبرگہ اور بیدر منتقل کیا۔گلبرگہ کی ساری بہاریں جاتی رہیں۔۱۲۵۰ تا ۱۴۹۰ء گلبرگہ اور بیدر دکنی ادب کے اہم مراکز رہے۔جب بہمنی سلطنت پانچ حصوں میں بٹ گئی تو گولکنڈہ اور بیجاپور پور دکن کے ادبی مرکز بن گئے۔ ۱۷۷۰ تا ۱۹۴۷ء گلبرگہ ریاست حیدر آباد میں شامل رہا۔عہد آصف جاہی میں گلبرگہ دکن کا اہم صوبہ رہا۔ ۱۸۸۳ میں سلطنت آصیفہ نے اردو کو سرکاری زبان کی حیثیت دی تو گلبرگہ میں علم و ادب کی لہر چل پڑی۔مولوی عبد اللہ مولوی ،احمد شہاب نے ماہانہ طرحی شاعروں کی بنیاد ڈالی۔جس میں چاق گلبرگہ گوئی ، زوقی سلطان شاہ قادری ،اور شمس الدین جادو، شامل رہے۔بعد از اں نواب مبین یار جنگ کے دور میں مولوی مخدوم علی ،آب، خواجہ عبد الوریٰ ،عبد الرحیم سیفی ادبی منظر نامے پر جلوہ گر رہے۔اس دور کے دیگر شعرا میں تمکین کاظمی مرزا فرحت اللہ بیگ بالا سبرا منیم ،جناردھن وکیل ،اور احمد حسین علوی شامل ہیں۔

۱۹۴۰ء میں (آستانہ بندہ نواز) دیوڑھی روضۂ خرد میں مشاعرے منعقد کئے جاتے۔جس میں حمیدہ بانو مخفی ،مولوی اسماعیل شریف ازل مولوی سید محمود دلباز ،مولوی عباس حسین لطفی ،عبرت ، حافظ عبد الرشید، مختار ہاشمی ،منہاج الدین شوکت اور خیر بندہ نوازی کے علاوہ اس عہد کے نوجوان شعرا میں ،احمد حسین سحر قادری ،قیوم گلبرگوی ،شور عابدی ،سلیمان خطیب ،حسن خان نجمی ،عثمان صحرائی ،وزیر علی سہروردی ،امتیاز گلبرگوی ،نقل گلبرگوی ،عبد الستار خاطر ،حسن محی الدین غیرت۔اختر رضوی ،شوق معین ،

محمود آغوش قابل ذکر ہیں۔

۱۹۴۸ء کے پولیس ایکشن نے ملک کا شیرازہ بکھیر دیا۔کئی قلم کاروں نے ترک وطن کیا ۱۹۵۶ء میں لسانی بنیادوں پر گلبرگہ کا تعلق وسیع تر ریاست کرناٹک سے ہوگیا۔تا حال گلبرگہ ریاست کرناٹک کا ایک اہم ضلع ہے ۔آزادی کے بعد ایک نئی نسل ادبی منظر نامے پر نمودار ہوئی ۔جن میں قابل ذکر ۔شکیب انصاری سرور مرزائی ڈاکٹر فتح محمد فاتح ،قمر الدین انصاری ،عبدالرحیم آرزو،سید مجیب الرحمٰن سید شاہ وحسینی ، وہاب عندلیب ،عبدالقادر ادیب ،خمار قریشی ۔حکیم شاکر نصیر احمد لطیف حزیں۔ شاید فریدی، حمدی سبروردی اکرام باگ ،بشیر باگ ،صبیح جمیل ،محب کوثر (متوطن ورنگل)صابر شاہ آبادی، رزاق اثر صبیح حیدر صبیح رائچور) معین محمود، ریاض قاصدار، سمیع قتیل، حامد اکمل ،خالد سعید، بدر مہدی ،مظہر مبارک ،ارشاد انجم ،اور ضیا مجاہد ہیں۔

۱۹۷۰ء کے بعد کی نسل میں ڈاکٹر جلیل تنویر ۔ڈاکٹر وحید انجم ،ڈاکٹر صغرا عالم ،منظور وقار ،نورالدین نور،علیم احمد، نجم باگ ،سید شاہ نواز شاہین ،نفیس بانو مختار احمد منوا نے نام کمایا۔ ۱۹۸۰اور ۱۹۹۰ء کے درمیان ابھرنے والے قلم کاروں میں امجد جاوید خلیل مجاہد، فاروق نشتر ،کوثر پروین ،امجد علی فیض ،حنیف قمر ،صادق کرمانی عبیداللہ، وقار ریاض ،اکرم نقاش ،انیس صدیقی ،سعید عارف ، خورشید وحید، رخسانہ حسین لاہوری ۔ چندا حسین اکبر۔معین منظر ،رضا متین ،دیدار حسین قادری ،قاضی انور، غضنفر اقبال سہروردی ،عتیق اجمل ،اطہر معز ،باسط فگار ،ڈاکٹر منظور احمد دکنی وغیرہ رہے۔

گلبرگہ میں نعت گوئی کی روایت بہت قدیم ہے جس کے نمونے یہاں کے ادیب پاروں میں دستیاب ہیں ۔طوالت کے خوف سے صرف مابعد آزادی کے اہم شعراء کے نام اور نمونے کلام پیش کئے جارہے ہیں جنہوں نے فن نعت کے ارتقاء میں اہم رول ادا کیا ہے ۔آزادی سے قبل اور بعد بھی گلبرگہ میں محلہ ٹلی الاوہ میں جشن میلاد النبی کے موقع پر نعتیہ مشاعروں کا اہتمام اعلیٰ پیمانے پر کیا جاتا رہا ہے ۔ان مشاعروں میں شرکت کرنے والے چند اہم شعراء کے اہم اسم گرامی ، شکیل بدایونی ،مجروح سلطان پوری ،شکیلہ بانو بھوپالی ،ملک الشعراء ،حضرت اوج یعقوب ،صلاح الدین نیر،مخدوم محی الدین سکندر علی وجد ،سلیمان اریب ، مغنی تبسم ،وحید اختر ،عزیز سعید شہیدی ، راہی قریشی ،افتخار عام وغیرہ شامل ہیں ۔دراصل انہیں مشاعروں نے گلبرگہ میں فن نعت گوئی کو فروغ دیا۔ اس کے علاوہ شہر کے آستانوں میں سالانہ عرس کے موقعوں پر نعتیہ مشاعروں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

اس طرح گلبرگہ میں ابتداء ہی سے روحانی فضاء اور نعتیہ ماحول رہا ہے۔قوت گویائی شعور انسانی کا امتیاز ہے۔شاعری اس شعوری قوت کا نام ہے۔ہندوستانی شعراء عموماً اپنے مجموعہ کلام یا دیوان کا آغاز حمد و نعت سے کیا کرتے ہیں۔اسی مناسبت سے شعراء نے حمد و نعت گوئی کو امتیاز و افتخار سمجھا۔ تاریخ کے ہر دور میں حمد و نعت و منقبت لکھی گئی اور آج کی صدی تو نعت کی صدی ہے۔ساری دنیا میں الکٹرانک میڈیا کے ذریعہ حمد،نعت کی پذیرائی ہورہی ہے۔گلبرگہ کے بیشتر شعراء نے فن نعت گوئی کی روایت کو برقرار رکھا اور اسے فروغ دیا۔ یہاں کے بیشتر شعراء نے نعت میں حضورﷺ کے محامد و محاسن، معجزات قلم بند کیا جو محض الفاظ کی مرصع سازی نہیں بلکہ عشق رسول کی سچی ترجمانی ہے۔ اس کے علاوہ دیگر موضوعات،معراج رسولﷺ،ولادت نبویﷺ،نور محمدیﷺ، کردار و صورت سیرت، جنگ و جدل، ہجرت اور جود و سخا پر مبنی ہیں۔حضورﷺ سے فراق کا تذکرہ کا بھی ہر دور میں نعت کا اہم موضوع رہا۔دیگر شعراء کی طرح شعرائے گلبرگہ کو بھی حضورﷺ سچی محبت و عقیدت ہے۔ وہ بھی نعت گوئی کو اپنے مقدر کے سنورنے کا وسیلہ گردانتے ہیں۔بیشتر نے عشق نبی کو ہی ایمان کا جزو ٹھہرایا ہے۔چند نمونے پیش ہیں۔

محمد عبدالرزاق چاق۔۱۸۶۲ تا ۱۹۵۱

جشن میلاد مصطفیٰ ہے آج
عرش اعظم پر خود خدا ہے آج
جلوہ گر خود کبیر ہے آج
مغفرت مانگ لو خدا سے چاق
باب (غفوان) جو کھلا ہے آج

مخدوم علی تاب۔۱۸۸۸ تا ۱۹۵۶ء

محمد مصطفیٰ سا کوئی پیدا ہو نہیں سکتا
یہ ہے وہ پیکر قدسی کہ ایسا ہو نہیں سکتا
ہے زبان اللہ کی بے شک زبان مصطفی
ہے بیان اللہ کا بے شک بیان مصطفیٰ

سید منہاج الدین شوکت۔۱۹۰۱ تا ۱۹۷۵

ہر دل مسلم میں دلے عشق رسول
چشم پرنم کی تمنا ہو قبول
جب سے ہے ہمیں مصحف عارض سے
ہر روز تلاوت میں ہے قرآن محمد
تاریک ہے کاشانہ اے چاند مدینہ کے
روشن اسے فرمانہ اے چاند مدینہ کے

سید شاہ احمد علی۔مختار ہاشمی ۱۹۰۴ تا ۱۹۷۱ء

اس کی ہستی کا سب اجالا ہے
نام حق کا بلند و بالا ہے
آئینہ دار (رسولم) آئینہ دار خدا
جز خدا و مصطفیٰ مختار شیدا (علیہ السلام)

عبدالستار خاطر

روضہ نظر آیا نہ گناہوں کی بدولت
میں کب سے مدینے کی طرف دیکھ رہا ہوں
تنہا ہوں مرے ساتھ نہیں کوئی مسافر
(ہمراہ) ہے عشق مدینے کو چلا ہوں

پروفیسر حسن الدین غیرت

لہرائے گیسو ئے محمد ﷺ
پھیل گئی خوشبوئے محمد ﷺ
میں کیا جانوں قبلہ کیا ہے کیا جانوں کعبہ کیا ہے
میرا رخ ہے ....سئے محمد ﷺ
خود مصور بھی جن پہ ناز کرے
پیکر نازنین محمد ہے
تھام لے دامن نبی غیرت

جان جان آفریں محمد ہے

حافظ محمد عبدالرشید گلبرگوی ۱۹۰۷ تا ۱۹۸۰

میں حافظ قرآن رشید ان کا گدا ہوں
جو مجھ کو ملا ہے وہ محمد سے ملا ہے
کیا لکھے کوئی حسن محمد کی داستان
مضمون ہے ایسا دل میں نہ عنوان نظر میں ہے
پہلے قلم کو دھولوں میں عطر و گلاب میں
پھر نعت لکھوں شان رسالت مآب میں

مولوی قمرالدین انصاری قمر ۱۹۰۷ تا ۱۹۹۶

رحمتیں ظاہر ہوئیں خیر الوریٰ کے واسطے
جس نے قرباں کر دیا سب کچھ خدا کے واسطے
دو گز زمین مدینے میں عطا ہو یا رب
ہو سایہ گنبد خضریٰ کا سائباں اپنا

سرور مرزائی ۔ ۱۹۲۳ تا ۱۹۸۶

چاہنے والے خدا کے ہیں بہت تم ہو حبیب
بخدا ختم ہر اک شان وفا ہے تم پر
بطور مصطفیٰ نور خدا ہے
دو عالم میں جمال مصطفیٰ ہے
صرف ایک تجلی موسیٰ نے دیکھی تھی طور پر
میرے نبی کی جلوہ یزداں پہ ہے نظر

حسن اللہ طالب سہروردی ۔ ۱۸۸۹ تا ۱۹۸۶

چہرے سے محمد کے عیاں شان خدا ہے
یہ شان خدا ہے بخدا جان خدا ہے
ثنا خوان نبی محشر میں بخشے جائیں گے طالب

اگر کچھ نامہ اعمال میں بد عملیاں نکلیں
جان دیتے ہیں تڑپ کر عاشقان مصطفیٰ
جب کسی مجلس میں ہوتا ہے بیان مصطفیٰ

عبدالرحیم فضل گلبرگوی۔ ۱۹۱۴ تا ۱۹۹۴

جبریل سے جا کر پوچھئے مقام ان کا
وہ جس نے دیکھا ہے عرش پر خرام ان کا
تم سا دلبر شہ بطحا کہیں دیکھا نہ سنا
یہ سجل روپ یہ نقشہ کہیں دیکھا نہ سنا
شتیل کومل بول تہارے
او بطحا کے راج دلارے
دیکھیں آقا کیا دیتے ہیں
فضل کھڑا ہے ہاتھ پسارے

شور عابدی گلبرگہ ۱۹۱۸ تا ۱۹۷۴

گنہگارو مبارک اب تو رحمت کا یقیں آیا
شفاعت کی سند لے کر شفیع المذنبیں آیا
حبیب حق بنے گا آمنہ کی گود کا پالا
امانت فخر کرتی ہے کہ بطحا کا امیں آیا

نیاز علی خان نیاز گلبرگوی۔ ۱۹۲۴ تا حال

مدینہ بندگی کا آئینہ ہے
حرم شان ہستی کا آئینہ ہے
جسے کہتے ہیں فردوس بریں وہ
مدینے کی گلی کا آئینہ ہے
جان انبیاء تم ہو شان کبریا تم ہو
ابتداء بھی تم سے تھی اور انتہاء تم ہو

محمد چندا حسین نامی کوہ سواری ۱۸۸۴ تا ۱۹۵۰

محمد حبیب خدا بن کے آئے
محمد ہی حق کی رضاء بن کے آئے
محمد شفیع الوریٰ بن کے آئے
محمد رسول خدا بن کے آئے
ہوا ابر رحمت جو فاراں پہ ظاہر
محمد شمس الضحیٰ بن کے آئے

ارشاد انجم

پایا جو کل کو کلمے کی ہے جاویداں ابد
کھوئے گرہ جولا کی مسلمان ہے صحیح
دیکھو عرب کی عین میں ہے دیکھنا نصیب
اللہ بھی تو گھر میرے مہمان ہے

حضرت علامہ صابر شاہ آبادی

خالق بھی ، امتی بھی مَلک بھی درود خواں
امی لقب کا فخر رسولانہ دیکھئے
راہ نبی میں صابر یہ بھوک پیاس کیسی
باہوش ہو جو اتنا وہ ان کا یار کیسا
قریب نبی سے بڑھ کر کیا چاہئے گذارہ
ساقی کے ساتھ رہ کر غم روزگار کیسا

پروفیسر راہی قریشی

کیوں کسی سے ہو سرور کار رسول اکرم
تو ہی حامی، تو ہی غم خوار رسول اکرم
جو عظمت ورفعت ہے تیری بے حد ہے
اے فرش نشیں عرش تری مسند ہے

ہے رب دو عالم کا ارشاد عظیم
تخلیق دو عالم کا تو ہی مقصد ہے

رزاق اثر آبادی

یاد احمد رہے جب تک یہ میری جان رہے
دل کرے ذکر تو کیوں روح نہ قربان رہے
نہ کوئی عکس نہ سایہ دکھائی دیتا ہے
بس ایک نور سا چلتا دکھائی دیتا ہے

ڈاکٹر صغریٰ عالم

مجھ کو خاک مدینہ میں تر کیجئے
مرے دونوں جہاں با ثمر کیجئے
سردار انبیاء ہیں سردار دو جہاں
کیا کیا بیاں کروں فضیلت رسول پاک
میں نہ لکھ پاؤں گی توصیف محمد صغریٰ
اتنا آسان نہیں توصیف پیمبر لکھنا

نصیر احمد نصیر گلبرگوی

تنفس میں بس ہے بو نبی کی
مجھے ہر پل ہے جستجو نبی کی
سجانا زندگی کو آیتوں سے
دل و جاں میں بسے خشبو نبی کی

خمار قریشی

گھر ہے خدا کا اور نگہباں ہیں مصطفیٰ
جاں ہے کسی کی اور رگ جاں ہیں مصطفیٰ
نقطے سے دائرے کا افق پھیلتا گیا
دونوں جہاں کے ہر درخشاں ہیں مصطفیٰ

شرف سے اپنے زمانے کو تاب دار کیا
وہ آفتاب رسالت کہ جس کی ضو ہے مدام

محبّ کوثر

سرکار ہر ہر جہاں میں خدا کے رسول ہیں
جتنے جہاں ہیں آپکے قدموں کی دھول ہیں
سارے عرب میں دین کا ڈنکا بجا دیا
جینے کا جاہلوں کو سلیقہ سکھا دیا

حامد اکمل

داتا کوئی تجھ سا شہ والا نہیں دیکھا
دریائے کرم پہ کوئی پیاسا نہیں دیکھا
مداح ہے اللہ بھی ملک اور بشر بھی
محبوب دو عالم کوئی تجھ سا نہیں دیکھا
محشر میں گنہ گاروں پہ ہوگا ترا سایہ
دنیا میں کسی نے ترا سایا نہیں دیکھا

ڈاکٹر وحید انجم

نعت لکھنے کی توفیق سب کو کہاں
نعت (گوئی) ہے انجم نبی سے وفا
محمد مصطفی پر گر نہ بھیجیں ہم درود انجم
منور نور (آسا) اپنا چہرہ ہو نہیں سکتا
آپ کی ذات مقدس ہے سراپا رحمت
آپ کے پاس نہیں ہے کوئی میرا تیرا

صبیح احمد صبیح

حسن ازل کے نور کی پہلی ضیاء ہیں آپ
سب حسن جس پہ ختم وہ انتہاء ہیں آپ

سب ہیں تجلیاں رسول کریم سے
روشن ہے کائنات رسول کریم سے
مطلع ہے میرے مطلع انوار دیکھئے
تاثیر وصف مصحف رخسار دیکھئے
فرشتے آسماں پر یہ شب معراج کہتے ہیں
ہیں خالق تک بشر کی ہم رسائی دیکھنے والے

نورالدین نور گلبرگوی

ان کے نعلین سے کم تر ہے یہ دنیا ساری
مرحباء ہادی ذیشاں ہیں شہ دو علم
رفعتیں تم سے وسعتیں تم سے
بال و پر میں اڑان تم سے ہے

وقار ریاض

شمس و قمر سے دور بہت آسماں سے دور
عرش بریں تلک بھی محمد کی بات ہے
یہ بھی خدا کا فضل ہے کہ اے وقار
عشق محمدی میں لکھی میں نے نعت ہے
وہ امت کے غم میں سدا دل گرفتہ
ذرا کوئی دیکھے ادائے محمد

سعید عارف

کلام حق ہے نبی کا کلام کیا کہئے
خدا بھی آپ پہ بھیجے سلام کیا کہئے
جہاں میں مجھ سے بڑا خوش نصیب کوئی نہیں
ہے میرے لب پہ محمد کا نام کیا کہئے

قاضی انور

دنیا داری سے مبرا ہے قبیلہ ان کا
باعث رحمت حق صرف وسیلہ ان کا
ہم گنہگار بھلا ان کا علو کیا جانیں
صرف اللہ کو معلوم ہے رتبہ ان کا
میں ادب سے لیتا ہوں ، نام جب محمد کا
لب سے لب کا آپس میں چومنا ضروری ہے

حکیم محمد دیدار حسین قادری

رخ زیبا کو دیکھ کر اس کے
ایک مصور کی یاد آتی ہے

آج بھی شہر گلبرگہ میں نعت گو شعرأ کا کارواں رواں دواں ہے۔ اس شہر سے بے شمار نعتیہ مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ باقیات چاق، خطاب تاب، کلام قمر، محراب دعا، شیون احمدی، ورفعنا لک ذکرک، پہلی ضیا، ابر رحمت، ابر کرم، بیاض ثناء، رحمت تمام، وغیرہ گلبرگہ کی فضا تا حال حمد و نعت کے لئے ساز گار ہے۔ گلبرگہ میں آئے دن محفل نعت اور نعتیہ مشاعروں کا اہتمام ہوتا رہتا ہے۔ علاوہ ازیں اولیاء کی بارگاہ پر محفل نعت اور نعتیہ مشاعرے بھی اکثر و بیشتر منعقد ہوا کرتے ہیں۔ دراصل یہی ماحول نعت گوئی کی ارتقاء میں ممد و معاون رہا ہے۔

اس شہر سخن وراں کے ہر شاعر نے نعت کہی ہے۔ یہاں کی خواتین یعنی شاعرات بھی نعت گوئی میں اپنا مقام رکھتی ہیں۔ دراصل شاعر جب حضور ﷺ کی محبت میں بے خودی کے عالم میں پہنچ جاتا ہے، تو دلی جزبات سے سرشار ہو کر آپ کے محاسن کو الفاظ کے موتی میں پروتا ہے۔ نعت اسی وقت لکھی جاسکتی ہے۔ جب حضور ﷺ سے قلبی لگاؤ اور محبت ہو اور اسی عقیدت کے اظہار کا نام نعت ہے۔

نعت گوئی کو اکثر لوگوں نے سعادت اور عبادت کہا ہے۔ یہ سعادت گلبرگہ کے تقریباً شعراء کو حاصل ہوئی ہے۔ اللہ پاک انہیں روحانی فیوض و برکات سے فیضیاب کرے۔ ان کی نعتیں بے چین قلوب کے لئے تسکین کا موجب ہوں۔ اللہ نعت گو شعراء کو اعلیٰ وارفع مقام عنایت فرمائے۔

کرناٹک کے دو فراموش کردہ نعت گو شعرا

فہیمؔ (متوفی ۱۹۵۰) اور سلیمؔ (متوفی ۱۹۸۹)

غلام ربانی فدا

کچھ ماہ قبل شہر بنگلور جانے کا اتفاق ہوا۔محترمہ بلقیس بانو اشرفی صاحبہ نے اپنے نانا جان قاضی عبدالکریم صاحب کی بیاض عنایت کی۔جو نعوت وغزلیات پر مشتمل تھی۔جناب فہیم کی شاعری جذبات کی چاشنی اور بیان کی سادگی اپنے دامن میں سموئے ہوئے ہے گویا کہ زبان و بیان قدیم ہے۔نعتوں میں روایتی موضوعات ہیں اور نہایت ہی احترام وعقیدت کے ساتھ کہی گئیں ہیں۔مرحوم فہیمؔ کی پیدائش آلدور میں ہوئی صحیح تاریخ ولادت معلوم نہ ہوسکی،آغاز زندگی کے احوال بھی معلوم نہ ہوسکے۔خطیب وامام جامع مسجد آلدور تھے۔شاعر ملناڈ فیاض بلگوڈی کے آپ رشتہ میں ماموں تھے۔ذیل میں ہم ان کے نعتیہ کلام پیش کر رہے ہیں۔مذہبی اور دینی شخصیت ہونے کی وجہ سے گلزار طیبہ کے فراق میں جلنا ان کی فطرت تھی۔اور مدینہ سے دوری ومہجوری کا تذکرہ تیسرے اور چوتھے شعر میں پایا جاتا ہے۔گوکہ یہ عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شناخت ہے۔

دکھلا دے خدایا مجھے گلزارِ مدینہ
جنت سے بھی افزوں ہے چمن زارِ مدینہ
سر میں میرے سودا ہے تمنا میرے دل میں
آنکھیں ہیں میری اب طالبِ دیدارِ مدینہ
کیوں چھوڑ چلے جاتے ہو اے قافلہ والو
لے چلو مجھے بھی سوئے بازارِ مدینہ

ایک ہی بحر میں دوسری نعت

کونین کا مختار ہے مختارِ مدینہ
سب نبیوں کا سردار سردارِ مدینہ
در کے تیرے خادم ہیں سلاطین زماں سب
سب سے بڑی سرکار ہے سرکارِ مدینہ
فردوس میں لے جاوے گا دن حشر کے ہم کو

جنت کا خریدار، خریدارِ مدینہ
شاہی سے گدائی مجھے تجھ در کی ہے
اعلیٰ ترا دربار، دربارِ مدینہ

جناب فہیم کا عقیدہ ہے ان اشعار میں ملاحظہ کیجئے۔

مبتلائے رنج وغم ہوں اور مریضِ لادوا
عاجز وناچار ہوں مجھ پر کرم کی ہو نگاہ
امت عاصی پہ اپنے رحم کی کیجئے نظر
ناردوزخ سے بچا کر شافع یوم الحشر

جناب فہیم ایک راسخ العقیدہ ہی نہیں بلکہ اپنے دور میں آلدور کے جید عالم دین تھے۔خدمت دین وخلق ان کا اوڑھنا بچھونا تھا۔اس شعر میں ان کا تواضع اور رب کے تشکر کا سلیقہ دیکھئے۔

فہیمؔ فہم و ذکا سے ہے خالی
فہیمؔ کا ہے یارو خدا ہی والی

ایک نعت نبی ﷺ ملاحظہ کیجئے

روزمحشر بخشوانا یارسول
پل صراط اوپر بچانا یارسول
طالب دیدار ہوں میں آپ کا
خواب میں جلوہ دکھانا یارسول
اپنی امت پہ کرم کی کر نگاہ
خواب غفلت سے جگانا یارسول
میں ہوں مشتاقِ زیارت یانبی
اپنے روضہ پہ بلانا یارسول
شر شیطاں اورشرِ کفر سے
اپنی امت کو بچانا یارسول
جب سوا نیزے پہ آوے آفتاب
اپنے دامن میں چھپانا یارسول

حشر میں جب ہو صدائے العطش
آبِ کوثر کو پلانا یارسول
میں گناہوں میں بھرا ہوں سربسر
نارِ دوزخ سے بچانا یارسول
ہے یہ مشتاقِ جمال اپنا فہیمؔ
روئے انور کو دکھانا یارسول

خانصاحب (المتخلص) سلیم (سالِ وفات ۱۹۸۹ء)

جناب خانصاحب کا آبائی وطن رائچور تھا۔ ان کے پرکھوں نے نقل مکانی کر کے شہر (لکشمیشور) کو اپنا مسکن بنایا اور آپ کی ابتدائی تعلیم گھر پر ہی ہوئی۔ آپ نے کئی شہروں میں دینی خدمات انجام دی اور حضرت دودھ نانا اور حضرت خانصاحب منجھلا پور سے ہمیشہ ہی سے عقیدت مند رہے۔ شہر ہانگل میں شادی کے بعد وہیں منتقل ہو گئے۔ آپ کی زندگی نہایت (کسمپر) سی اور غربت و بے سکونی میں بسر ہوئی مرحوم خانصاحب سلیم کا پہلا نعتیہ مجموعہ "نذرِ طیبہ" ۱۹۳۸ء میں منشی پریس لکھنؤ سے شائع ہوا۔ دوسرا مجموعہ "یا ایہا النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم" ۱۹۵۷ء میں شائع ہوا۔ آپ سلیم تخلص رکھتے تھے۔ اور سوائے نعت کے کچھ نہیں لکھا۔ آپ کے دو مجموعہائے کلام شائع ہوئے۔ جن میں سے کچھ اشعار نذرِ قارئین ہیں۔

جو زلفِ پیغمبر بکھر جائے گی
معطر دو عالم کو کر جائے گی
ہے ادھر خلدِ بریں تو ہے ادھر کوئے حبیب
الفتِ جنت ادھر ہے تو ادھر روئے حبیب
بتا روح جلدی کدھر جائے گی
ڈوبنے والی ہے کشتی بحرِ عصیاں میں
ناخدائی گر کریں تو آپ اس کی یا نبی
تو کشتی میری پار اتر جائے گی
ہے تمنا دل کی یارب میرا یثرب ہو وطن

آرزو ہرگز نہ جائے جان گر جائے بہ تن
نہ الفتِ شہِ بحروبر جائے گی
دل سے الفت میری جائے اس جہان کے پھول سے
شکل ان کی میں نہ دیکھوں آنکھ اٹھا کر بھول سے
جو رخسار شہ پر نظر جائے گی
ہند سے اس کو بلالو ہے سلیمؔ اپنا غلام
عرض یہ کہہ دینا میری اور پہنچانا سلام
مدینہ نسیم سحر جائے گی

یہ نعت ملاحظہ ہو۔

شوق یثرب میں دن رات روتا ہوا
اشک آنکھوں سے دامن بھگوتا ہوا
قافلے والو مجھے بھی لے کے چلنا تم ضرور
چھوڑ کر جانا نہ ہرگز راہ میں منزل ہے
رہ نہ جاؤں غفلت میں سوتا ہوا
آپ کے دربار میں مجھ کو بلا لو یارسول
میری برلاؤ تمنا التجا کیجئے (پھول)
عمر کو یوں نہ رہ جاؤں کھوتا ہوا
حبیب خدا کملی والا محمد
شفیع جزا کملی والا محمد
وہ ختم رسل تاج کل انبیا ہے
ہے نور خدا کملی والا محمد
گنہگار امت کو بخشانے والا
شفیع الوریٰ کملی والا محمد
مکانوں میں جنت کے لے جانے والا
ہے مالک میرا کملی والا محمد

نعت کائنات

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مجھے یاد ہے وہ دیارِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
میں بھولوں کیسے مزارِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
چمن ہی نہیں دشت وصحرا میں خوشبو
زمیں تا فلک ہے بہارِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نبی کی محبت میری زندگی ہے
میری زندگی ہے نثارِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
جگہ دیجئے مجھ کو قدموں میں اپنے
عطا ہو مجھے بھی جوارِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
وہ گنبد میں اپنے اکیلے نہیں ہیں
سدا ساتھ رہتے ہیں یارِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نبی کی ولادت کی خوشیاں یقیناً
مناتے ہیں سب جاں نثارِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
گنہگار مظہرؔ حزیں ہے بہت ہی
تو ہی بخش پروردگارِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد مظہر الحق مظہرؔ، ہانسن

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نوع بشر کا افتخار آپ کے دم قدم سے ہے
انسانیت کا کل وقار آپ کے دم قدم سے ہے
لطف وعطائے کردگار آپ کے دم قدم سے ہے
رحمت خدا کی بے شمار آپ کے دم قدم سے ہے
شجر وحجر بھی آپ سے شمس وقمر بھی آپ سے
اک اک زمیں کا کوہسار آپ کے دم قدم سے ہے
ٹوٹا غرور کفر کا وحدت کی دھوم مچ گئی
دنیا میں حق کا آشکار آپ کے دم قدم سے ہے
یہ حسن کائنات بھی حسن چمن بھی آپ سے
اپنی حیات خوشگوار آپ کے دم قدم سے ہے
بغض وعناد دور کی، درس وفا دیا ہمیں
گلشن زیست میں بہار آپ کے دم قدم سے ہے
ماضی تھا میرا آپ سے حال میرا آپ ہیں
مستقبل اپنا شاندار آپ کے دم قدم سے ہے
ساری خلائق آپ کے صدقے میں بن گئی روشؔ
اس کی بقا کا انحصار آپ کے دم قدم سے ہے

ڈاکٹر نذیر احمد روشؔ بنگلور

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بس ان کا تذکرہ ہے اور میں ہوں
کرم کا سلسلہ ہے اور میں ہوں
تصور میں مرے اب جلوہ فرما
صفاء مروا، حرا ہے اور میں ہوں
سنورنے کے لئے اب زندگی
شریعت آئینہ ہے اور میں ہوں
یہی ہے منزل مقصود میری
نبی کا نقش پا ہے اور میں ہوں
حلاوت نام میں ہے ان کی کیسی
عجب اک ذائقہ ہے اور میں ہوں
نظر آئے مجھے بھی روئے انور
یہ دل کا مدعا ہے اور میں ہوں
خمار اب دے نہ کوئی اور عنوان
ارادہ نعت کا ہے اور میں ہوں

ریاض احمد خمارؔ

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اک منارہ نور کا کرتا منور دو جہاں
فرش پر جس کا نشیمن ، عرش پر جس کا مکاں
ڈھونڈنے نکلی ہے سایہ عقلِ انسانِ ضعیف
روشنی ہو جس کے باعث اس کا سایہ پھر کہاں
رونق دونوں جہاں ہے ایک پیکر نور کا
اس کی باتیں ،اس کا چرچا، کیا مکاں کیا لا مکاں
جس کے قدموں میں اتر آیا تھا خود جس کا لہو
رہبرِ انسانیت ہیں اس کے قدموں کے نشاں
ایک انسانِ مکمل گر وکالت نہ کرے
کتنا عبرت ناک ہوگا اس عدالت کا سماں
جو غلاموں کو بنادے بادشاہوں سے بلند
اس کا ثانی کیا ملے گا در زمین و آسماں
خدمت اِنسانیت ہے جس کا دستور حیات
اس کے قدموں میں پڑی ہے دولت ِکون ومکاں
سازشوں کے درمیاں بھی جی رہا ہے بے خطر
اک عقیلؔ ناتواں ہے اور تمہارا سائباں

ڈاکٹر سید شاہ مدار عقیلؔ۔ شیموگہ

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نبیوں کے سلسلے کا ہوا جن پہ انقطاع
صد فخر ہم کو ان کا میسّر ہے اتّباع

ابھری تو کفر وشرک کے بادل سمٹ گئے
گمراہیوں کے چرخ سے توحید کی شعاع

ہے کالی کملی والے کا صدقہ جو بن گئی
اللہ پر یقین ہی اسلام کی متاع

قرآں کہے رَفَعنَا لَکَ ذِکرَک آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو
واللہ یہ ہے رحمتِ عالم کا ارتفاع

صلح حدیبیہ ہو کہ ہجرت سیہ کی بات
ہر بار آپ سے ٹلی کیفیتِ نزاع

رکھ کر گواہ سارے صحابہ کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے
تکمیلِ دیں کے ساتھ کیا حجتہ الوداع

جن کے طفیل بخشش آدم ہوئی ندیمؔ
عشق ان کا ہے نجاتِ مسلماں کی اطلاع

ندیم فاروقی۔ بنگلور

فارسی کلام اقبال۔۔۔مترجم: سید احمد ایثار بنگلور

شعلہ درد اماں ہرگہ عشق بے پروا مرا
اک شرر پیدا نہیں یہ فلسفہ کیسا مرا
پختہ بن کر ناز بن جاتا ہےب سر تاپا نیاز
قیس کو لیلیٰ بنا دیتا ہے یہ صحرا مرا
ہند سے لایاہوں تیرے آستاں کے واسطے
ہے جبین شوق میں بیتاب جو سجدہ مرا
تیغ لادے ہاتھ میں اس کا فردیرینہ کے
دیکھنا پھر دہر میں ہنگامہ اِلّا مرا
ہے فلک کو ایک چکر کی ضرورت آج پھر
تاکہ ہو ماضی کا حامل باطن فردا مرا
اک جہاں کو خوش نصیبی تیری درگہ کی عطا
تیرے ہوتے بے تجلی کیوں رہے سینا مرا
حق سے کہتا ہوں چھپا کر، یا نبی تم سے عیاں
تم نظر کے سامنے ہو، وہ ہے ان دیکھا مرا

(پیام مشرق، مئے باقی)

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

زندگی مکہ سے طیبہ کا سفر کرتی ہوئی
اپنے آبائی وطن پر اک نظر کرتی ہوئی
زندگی فاقوں ہی فاقوں میں بسر کرتی ہوئی
ظلم سہہ کر بھی دعائیں عمر بھر کرتی ہوئی
آپ کی ہر بات سب کے دل میں گھر کرتی ہوئی
دشمنوں کے عزم کو زیر وزبر کرتی ہوئی
سارا مکہ دشمنی پر دشمنی کرتا ہوا
دشمنی کو آپ کی گفتار سر کرتی ہوئی
ایک تنہا جسم اطہر سے لہو بہتا ہوا
ایک انگلی دوستو چاک قمر کرتی ہوئی

ڈاکٹر سہیل نظام آبادی

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اے صلی علی نام ہے شاہانہ محمد کا
یہ ورد بھی کرتا ہوں روزانہ محمد کا

جب عشق محمد میں فرزانوں سے ٹھنی ہے
چھا جاتا ہے ہر رخ سے دیوانہ محمد کا

تعلیم محمد نے احکام خدا بخشے
کیا ہم سے ادا ہوگا شکرانہ محمد کا

اے پیاس ، بڑا جام کوثر اسے سمجھوں گا
مل جائے جو قسمت سے دردانہ محمد کا

اس نقش مبارک پر چلنا ہمیں لازم ہے
اسلوب رملہ ہے جو حکیمانہ محمد کا

توحید کے گل بوٹے مہکتے ہیں جہاں بھر میں
جنت کا نمونہ ہے کاشانہ محمد کا

فطرت کا یہ مظہر ہے چھاتا ہے دلوں پر بھی
بے لوث سلیقہ ہے شریفانہ محمد کا

مائلؔ وہی کہلائے فرزانوں میں فرزانہ
جو سب کو بناتا ہے دیوانہ محمد کا

مائل ٹمکوری

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

زمیں پر ہے دلکش دیارِ مدینہ
بڑی کیف زا ہے بہارِ مدینہ

ثناء رب نے قرآں میں جن کی کی ہے
وہی ہیں نبی تاجدارِ مدینہ

مدینے کی گلیاں ہیں فردوس ثانی
نگاہوں کا سرمہ غبارِ مدینہ

حبیب خدا کو ہے معراج حاصل
زہے بام عظمت وقارِ مدینہ

دعا میں اثر ہے دوا سے زیادہ
عبادت میں گم پاسدارِ مدینہ

ملے خار یا گل سدا ہنس رہے ہیں
بگڑتے نہیں جاں نثارِ مدینہ

لبوں پہ محمد سدا دل میں رب ہے
وہی راج ہے افتخارِ مدینہ

راج پریمی، بنگلور

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

خوشا! کہ اہل جہاں کی خاطر پیام حق لے کے آگئے وہ
گھٹئے رحمت بدوش اطہر، تمام عالم پہ چھاگئے وہ

بڑھائی انسانیت کی عظمت، رہا نہ باقی نشان ظلمت
اندھیرے باطل کے مٹ گئے خود چراغ ایسا جلا گئے وہ

بچھائے جاتے تھے جن کی راہوں میں نفرتوں کے کیلے کانٹے
مروتوں کے، محبتوں کے گلاب ہر سُو کھلا گئے وہ

جہاں نے کچلا تھا جن کو صدیوں زمانہ روٹھا تھا جن کو برسوں
زمیں سے اُپر اٹھا کے ان کو گلے سے اپنے لگا گئے وہ

عطائیں تھیں غاضبوں کے بدلے دعائیں تھیں گالیوں کے بدلے
سراپا رحم و رضاء کے پیکر، کرم کے دریا بہا گئے وہ

م پ راہیؔ، لکچرر، بھدراوتی

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سرور کائنات ہیں میرے
رحمتیں رب کی ساتھ ہیں میرے
ان کے لطف و کرم کا پرتو ہیں
یہ جو دن اور رات ہیں میرے
گرمئ حشر کیا ستائے گی
سایۂ کملی کے ساتھ ہی میرے
ان کی مدحت سرائیوں کے طفیل
لفظ قند و نبات ہیں میرے
اک نفس بھی اگر اندھرا ہو
وہ تصور میں سات ہیں میرے
نہ ہو دیدار آپ کا جب تک
تشنہ خواب حیات ہیں میرے
کیوں نہ اتراؤں آپ حضور اگر

سید جلال محمودی۔ بھدراوتی

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اک خزانہ مرے حضور کا ہے
قلب لانا مرے حضور کا ہے
لحن داؤدی ہو چکا قربان
گنگنانا مرے حضور کا ہے
کیاریاں جنتوں کی مسکائیں
مسکرانا مرے حضور کا ہے
چھوڑ کر اس جہاں کو جاؤں گا
جب بلانا مرے حضور کا ہے
میں کیا ہوں گناہ، یہ کیا کہ
بھیگ جانا مرے حضور کا ہے
اس بلاوے سے پہلے بیتِ قدس
ہو کہ جانا مرے حضور کا ہے
تاقیامت جہاں میں ہو گا کیا
جان جانا مرے حضور کا ہے

میر بیدری

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

صدقہ ہے کائنات محمد کے نور کا
کیا کرسکے گا کوئی تقابل حضور کا

دیدارِ ذوالجلال محمد پہ ختم ہے
اپنی جگہ اٹل ہے وہ قصہ طور کا

یہ سچ ہے امتی بھی ہوں اور کلمہ گو بھی ہوں
لیکن ضمیر کہتا ہے رشتہ ہے دور کا

اِک معجزہ ہے یہ بھی کہ حسن سلوک کی
لذت سے خم ہوا ہے ہر اک غرور کا

مظہر محی الدین ہبلی

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اک شمع رسالت ہے ضوبار مدینہ میں
پھیلے ہیں ہر اک جانب انوار مدینہ میں
جنت کی ہواؤں سے سرشار فضائیں ہیں
ملتا ہے سکوں دل کو ہربار مدینہ میں
آقا کی محبت سے معمور ہے دل میرا
ایک روز میں گا دیدار مدینہ میں
اخلاق و محبت سے ملتاہے جو ہر کوئی
کرتا ہے سلیقہ سے گفتار مدینہ میں
دامن دراقدس پر پھیلاتے ہیں رو رو کر
محتاج بھکاری ہیں زردار مدینہ میں
اک بھیڑ سی رہتی ہے ہر وقت فرشتوں کی
رہتے ہیں جو نبیوں کے سردار مدینہ میں
ہر وقت زبانوں پر رہتاہے درود ان کے
کس درجہ مثالی ہے کردار مدینہ میں
ہوجائے کرم مجھ پر آقا کااگر عابدؔ
بن جائے گی نعت اپنی شاہکار مدینہ میں

سبحان عابدؔ بنگلور

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نورِ صبحِ اولیں ہیں رحمت اللعالمیں
شانِ بزمِ آخریں ہیں رحمت اللعالمیں
پیکرِ آئینِ دیں ہیں رحمت اللعالمیں
روحِ قرآنِ مبیں ہیں رحمت اللعالمیں
صاحبِ خلدِ بریں ہیں رحمت اللعالمیں
حوضِ کوثر کے امیں ہیں رحمت اللعالمیں
کن فکاں کی ہے محرک ذاتِ اقدس آپ کی
حاصلِ دنیا و دیں ہیں رحمت اللعالمیں
جس پر نازاں عرش بھی ہے اور مکینِ عرش بھی
آپ وہ عرشِ بریں ہیں رحمت اللعالمیں
محسنِ انسانیت بھی محسنِ قدرت بھی آپ
بے شبہ ہیں بالیقیں ہیں رحمت اللعالمیں
میری دنیا میری عقبیٰ میرا ارماں میرا شوق
رحمت اللعالمیں ہیں رحمت اللعالمیں
یہ جہاں کیا حشر میں بھی ہیں جو سب آسرا
وہ شفیع المذنبیں ہیں رحمت اللعالمیں
دوں بھی کیا اس سے سوا نجمیؔ کوئی تمثیل میں
شرحِ رب العالمیں ہیں رحمت اللعالمیں

سلام نجمیؔ بنگلور

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

محمد سا پیمبر اور بندہ ہو نہیں سکتا
زمیں پہ روضہ اطہر سا روضہ ہو نہیں سکتا
میں خالی ہاتھ جاؤں در سے ایسا ہو نہیں سکتا
محمد آپ سا عالم میں داتا ہو نہیں سکتا
نبی کے ہاتھ سے رحمتیں تقسیم ہوتی ہیں
کوئی حقدار ہو محروم ایسا ہو نہیں سکتا
سر سدرہ یہ ثابت کر دیا خیر البشر نے خود
فرشتوں کا بلند انساں سے رتبہ ہو نہیں سکتا
خدا کے راز داں ہیں سرورعالم ہی اک بے شک
چھپی ہوئی ان سے کوئی بات ایسا ہو نہیں سکتا
مٹا کر ان لکیروں کو لکھوں اپنا مقدر میں
مہرباں آپ ہو جائیں تو کیا کیا ہو نہیں سکتا
کرن پھوٹے نہ جب روح سے عشق محمد کی
نظر میں دل میں ایماں کا اجالا ہو نہیں سکتا
محمد مصطفیٰ پر، گر نہ بھیجیں ہم درود انجمؔ
منور نور سا اپنا چہرہ ہو نہیں سکتا

ڈاکٹر وحید انجم گلبرگہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مقدر کائناتِ رنگ و بو کا اوج پر چمکا
بڑا احسان ہے دنیا پہ سردار دوعالم کا

وہ جب آئے منور ہوگئی فاران کی چوٹی
ترقی پا کے کعبہ بن گیا دل ابن آدم کا

پھر اک بار آپ کے دربار میں حاضر ہوجاؤں
یہ ارمان ہے میرا اور میری چشم پُر نم کا

جلائے گی مجھے کیا آگ دنیا کے حوادث کی
بہ فیض مصطفیٰ لینے میں دل رکھتاہو ں شبنم کا

شفیع المذنبین ، خیرا لوریٰ، آقائے کل تم ہو
تمہارے فیض سے چمکا ستارہ سارے عالم کا

شکیبؔ احسان ہے رب کا غلام سرور دیں ہو
نہ دارائی کی خواہش ہے نہ ارماں ساغرو جم کا

فیاض شکیب بنگلور

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اس سے بہتر اور کیا تفسیر قرآنی کریں
جو غلامانِ محمد ہیں وہ سلطانی کریں

جب پڑھا توحید کا ہم نے تہہ دل سے سبق
کیوں کسی کے سامنے خم اپنی پیشانی کریں

عظمت عہد گزشتہ لوٹ آنے کے لئے
پیروی سنت واعمال قرآنی کریں

جس قدر بھی ہو سکے پڑھ کر درود پاک
دل کو اپنے واقف اسرار یزدانی کریں

از طفیل نقش پائے سرور کون ومکاں
زندگی کو قابل تخت سلیمانی کریں

ان پہ ہم نے رکھی ہے ایمان کی بنیاد کو
جن کے در کی حضرت جبرئیل دربانی کریں

کیا سمجھ آئے گا ان کا مقام ومرتبہ
عرش والے جن کی جان ودل سے مہمانی کریں

اے اسدؔ اعجاز ہوگا پھر نبی سے معجزہ
نعت کے بل پر نہ کیوں ہم بھی سخن دانی کریں

اسدؔ اعجاز بنگلور

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ازل کی صبح جو نکلے تھے نور کی مانند
خدا نے جن کو مزمل کا نام بخشا تھا
گلوں کو اشک سا آتا تھا جن کی خوشبو پر
میان نجم و قمر جس کا ذکر رہتا ہے
علوم کون و مکاں جن کے آگے شرمندہ
حرا میں فخر نبوت کا آفتاب بنے
ازل کی گہری سیاہی میں ماہتاب بنے
خیال و فکر و نظر بھی غلام ہیں جن کے
اذاں میں جن کا تقدس ہے دو جہاں کے لئے
فلک پہ جن و ملک سجدہ ریز ہیں تم بھی
پڑھو درود یہی نازش زمانہ ہیں

ماہر منصور، بنگلور

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اس نے توحید کے دربار میں سجدے مانگے
میں نے اغیار کی دہلیز پہ ماتھے ٹیکے
اس نے تو رشد و ہدایت کے دکھائیں راہیں
میں نے گمراہی و ظلمت ہی کے رستے ناپے
اس نے باطل کے مقابل مجھے صف بند کیا
میں نے اپنوں ہی کے سینوں پہ نشانے سادھے
اس نے احسان و مروت کی ادائیں دی تھیں
میں نے خود غرضی و مکاری کے نغمے گائے
اس نے تو درس قناعت کا پڑھایا تھا مجھے
میں نے بس حرص و ہوس ہی کے سنپولے پالے
اس نے اک جان اور اک جسم بنایا تھا مجھے
میں نے تفریق و عداوت ہی کے نسخے بانٹے
اس نے ایمان کی بنیاد پہ دل جوڑے تھے
میں نے فرقوں کے،مسالک کے ہی فتنے ڈالے
اس نے اللہ کی رسّی جو تھمائی تھی مجھے
میں نے اس کے بھی کئی ایک ٹکڑے کاٹے
اس کی آمد سے زمانہ کا مقدر جاگا
اس کی آمد کا مگر جشن مناؤں کیسے؟
جس کی طاعت میں گزرتا نہیں کوئی لمحہ!
اس کی نسبت کا علم بڑھ کے اٹھاؤں کیسے؟!

ڈاکٹر محمد حنیف شبابؔ

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سخت راہوں میں یہی کام مرے آیا ہے
دہر میں نام محمد مرا سرمایا ہے
بات کس کی ہے کہ ہر سانس مہکتی ہے یہاں
ذکر کس کا ہے کہ روشن یہ جہاں سارا ہے
آپ دامان کرم میں مجھے لے لیجئے یہاں
زندگی نے تو ہر گام پہ ٹھکرایا ہے
گردش وقت مجھےسوئے مدینہ لے چلی
وہی قبلہ ہے مرا اور وہی کعبہ ہے
اک ضیا پاش فرشتے نے کہا روز ازل
نور کیسا یہ سر عرش بریں پھیلا ہے
خالق کل نے کہا رحمت عالم جن کو
ان کی کیا بات ہے، کیا ذکر ہے، رتبہ کیا ہے
آگ دوزخ کی جلا پائے گی اس کو کیسے
جو مدینہ کی ہواؤں سے گذر آیا ہے

شکیل مظہری

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مرے سرور دو عالم اے شہنشہ مدینہ
تیرے در کا سنگ ریزہ مجھے برتر از نگینہ

اے عرب کے ماہ تاباں مرے کالی کملی والے
ترے آستاں سے بڑھ کر نہیں مجھ کو طور سینا

تھے گدا جو تیرے در کے ہوئے آشنائے منزل
کہ جہاں کی سروری کا انہیں آگیا قرینہ

نہ تو جاہ کی ہوس ہے
نہ طلب ہے مال و زر کی

جو گدائے مصطفیٰ ہے اسے ہیچ ہے خزانہ
یہ ضیائے ماہ انجم مجھے کیا پسند آتے

ترے ذکر سے ہے روشن مرے دل کا آبگینہ
درو بام کے نظارے اسے راس کیسے آتے

جسے ہوگیا میسر ترے آستاں کا زینہ
ترا ذکر ساحریؔ کے لب خامہ تک جو آیا

کبھی ہاتھ تھر تھرائے کبھی آگیا پسینہ

بلیغ سخن حضرت آزاد ساحری مرحوم

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

معراج سے حضور کو جو سرور ہوئی
عظمت رسول ہاشمی کی منتہی ہوئی

رب کی زبان سے ثنائے نبی ہوئی
تاریخ انبیا میں مثالی وحی ہوئی

مکہ کی سر زمیں ہی جونہی روشنی ہوئی
چھٹنے لگی سیاہی دلوں پر جمی ہوئی

مذموم زندگی سے قبیلے نڈھال تھے
اک جنبش نگاہ سے چارہ گری ہوئی

نام نبی جپہ میں ہوں دل و جاں سے فدا
وارفتگی شوق مری بندگی ہوئی

دربار مصطفیٰ سے نہ خالی گیا کوئی
سرکار کی عطا سے ہے جھولی بھری ہوئی

جب سے ہوا ادھر کی لگی ہے ادیب کو
یثرب کی ایک لو ہے کہ دل میں لگی ہوئی

محمد عبد القادر ادیب

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

گوش دل سے یہی رہ رہ کے صدا آتی ہے
کون آتا ہے جو یہ یاد خدا آتی ہے

قلب بیمار محمد کی دوا آتی ہے
اب شفا بن کے مدینہ سے ہوا آتی ہے

لب پہ رہتا ہے مرے نام محمد ہر دم
حمد تیری مجھے کیا اس سوا آتی ہے

فرق کو ایک کہا شاہ گو گدا کے جس نے
وہ مساوات و محبت کی ضیا آتی ہے

کہیں آفاق میں ہے مہر رسالت چمکا
دہر کے قلب مکدر میں جلا آتی ہے

در حقیقت ہے کہاں موت ذرا سوچوں تو ر
تیری فرقت کی دوا بن کے قضا آتی ہے

دل کی ہر چوٹ کا مرہم ہے نگاہ احمد
منظر حسن سے کیا خوب ندا آتی ہے

ڈاکٹر کے مدنا، منظر

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وہ ملا درد جسے دل کی لگی کہتے ہیں
اس کو فیض اثر حب نبی کرتا ہے کامل ایمان
بخدا ہم یہی کہتے تھے یہی کہتے ہیں
جیتے جی جنت یثرب کی ہواؤں کے بغیر
نہیں کھلتی ہے جسے دل کی کلی کہتے ہیں
باغ فردوس کو کیا شہر نبی سے نسبت
ہم اسے ایک مدینہ کی گلی کہتے ہیں
حد ادراک سے بالا ہے مقام احمد
یوں تو سب آپ کو مکی مدنی کہتے ہیں
قاسم کوثر و تسنیم ہے جب آپ کی ذات
چیز ہی کیا ہے جسے تشنہ لبی کہتے ہیں
اکتساب آپ سے ہر چیز کا نبیوں نے کیا
کیا خبر ان کو جو امی لقبی کہتے ہیں
حرم پاک کو ہو قبلہ اول پر شرف
تھا یہی آپ کا مقصود دلی کہتے ہیں
ربع سکوں پہ ستون دین کے ہیں چار جنہیں
عمر وحیدر وحیدر وصدیق وغنی کہت ہیں
متفق دین سے ہیں کون؟ فقط اہل نظر
کور باطن کو تو سب بولہبی کہتے ہیں
لڑکھڑاتا ہوا جاؤ گا مدینے کو رشیدؔ
مجھ کو مخمور مئے عشق نبی کہتے ہیں

الحاج رشید خان صاحب رشید مرحوم بنگلوری

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

مکے کی زمیں پر وہ کعبے کا غنی آیا
پیغام خدا لے کر ہم سب کا نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آیا

بے سایہ جسم والا، وہ امی لقب والا
کاندھے پہ لئے کملی وہ نور جلی آیا

یٰسین و طٰہٰ بن کر گفتارِ خدا لے کر
قرآن کے پاروں میں بن کر وہ وحی آیا

ہمدرد غریبوں کا بے بس کا یتیموں کا
وہ شاہِ عرب مدنی غم خوار سخی آیا

جو مالک و مولا جو صاحب والا ہے
نبیوں کا نبی بن کر وہ نورِ جلی آیا

کیوں اتنے پریشاں ہو کیوں اتنے حراساں ہو
ہم سب کی بخشش کو بخشش کا دھنی آیا

احدت کی تجلّی کا اک راز ہے سینے میں
دم بن کے سحرؔ دم میں وہ نورِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آیا

سیّد راجی محمد سعید الدین شاہ نوری سحرؔ

کائناتِ نعت

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

وہ گلیاں وہ راہیں وہ در ڈھونڈتی ہوں
مدینے کے شام و سحر ڈھونڈتی ہوں
وہ روضہ کی جالی وہ ہریالہ گنبد
مدینہ کے محراب و در ڈھونڈتی ہوں
وہی مخملی فرش وہ جنت کی کیاری
وہ لمحے وہ یادیں وہ نظر ڈھونڈتی ہوں
وہ ٹھنڈی ہواءیں وہ روشن نگاہیں
نگاہوں میں روشن سفر ڈھونڈتی ہوں
پیاسی وہ نظریں وہ لب پہ دعا
دعاؤں کا اب میں ثمر ڈھونڈتی ہوں
میری جاں مدینہ آرزو بھی مدینہ
میں پل پل وہی راہ گذر ڈھونڈتی ہوں
البقیع کا وہ منظر سحر انگیز نظارے
وہ صبحیں وہ شام اور پہر ڈھونڈتی ہوں
یثرب کا سفر مختصر تھا فریدؔہ
اس سفرکا دوام سفرڈھونڈتی ہوں

فریدہ رحمت اللہ

مدیرہ زرین شعاعیں بنگلور

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

مبارک ہو دنیا کو ، وہ آنے والا
حقیقت کے اسرار ، سمجھانے والا
شکستہ دلوں کے لئے وجہ تسکیں
مصیبت میں انساں کے کام آنے والا
ہو اہل تجسس کی گمراہیوں کو
نشاں منزل حق کا بتلانے والا
ہر اُجڑی ہوئی کشت انسانیت پر
گھٹاؤں کو رحمت برسانے والا
غریبوں کے تاریک گھر کا اجالا
وہ قصر ستمگار کو ڈھانے والا
وہ نادیدہ اوہام باطل کا دشمن
وہ پیچیدہ عقیدوں کو سلجھانے والا
وہ اک لازوال انتہائے بصیرت
وہ اک جاوداں زندگی پانے والا
مساوات و انصاف و شفقت کا حامی
وہ مقصود انسانیت لانے والا
وہ آغاز ہستی ، وہ پایان ہستی
ازل سے ابد تک نظر آنے والا
مبارک ہو سب درد مندوں کو اختر
وہ ہر درد کی اک دوا لانے والا

سیدہ اختر (بنگلور)

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سب سے معظم سب سے معزز انساں کی ہے آمد آمد
ساقی کوثر رحمت عالم ذیشاں کی ہے آمد آمد

شافع محشر مالک جنت حق کے مقرب شاہ دو عالم
بیکس و بے بس انسانوں کے سلطاں کی ہے آمد آمد

بحر سخاوت کان مروت رافع حور و جان وفا ہیں
فخر ادم صاحب ایماں قرآں کی ہے آمد آمد

رہبر اول ہادی آخر سب سے اول سب سے موخر
نبیوں کے سردار حبیب و رحماں کی ہے آمد آمد

دے گئے مژدہ انبیاء جن کا حق کا وعدہ ہوگیا پورا
جان مدینہ بن کر حق کے پیماں کی ہے آمد آمد

دنیا عقبیٰ ان کے آگے زیر فرماں سارے فرشتے
ان کے در پر جن وانساں غلماں کی ہے آمد آمد

عائشہ بی (بیگم مولوی شاہ ابوالحسن ادیب)

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

افق سے اترا ہوا ، نور کا وہ پیکر ہے
اسی کے نور سے سارا جہاں منور ہے

حرا کی گود سے چمکا جہاں یہ پھیل گیا
وہ آمنہ کا قمر تاجدار خاور ہے

وہ ایک لالہ صحرا ہے جس کی خوشبو سے
زمیں کیا ہے کہ عرش بریں معطر ہے

ازل سے عرش کی زینت بنا ہے جس کا نام
وہ نام نامی محمد رسول انور ہے

پہاڑیوں سے جو گونجی دلوں میں جا اتری
صدائے حق کا وہ امی بڑا سخنور ہے

اسی کے عشق کا حاصل ہے زندگی حسنیٰ
میرا حبیب ہی میرا حبیب داور ہے

حسنیٰ سرور میسور

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مصطفیٰ مجتبیٰ آپ کا نام ہے
خاتم الانبیاء آپ کا نام ہے

لوح دل پہ لکھا آپ کانام ہے
زیست کا مدعا آپ کا نام ہے

جان صدق و صفا روح جود و سخا
نور رب العلیٰ آپ کا نام ہے

اب سیاہی گناہوں کی ڈھل جائے گی
بحر عفو و خطا آپ کا نام ہے

قلب تسنیمؔ کو ہے سکوں آپ سے
درد دل کی دوا آپ کا نام ہے

محترمہ میمونہ تسنیمؔ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رموزِکن فکاں اور الفت باہم سمجھتے ہیں
محمد کو متاع دین و دنیا ہم سمجھتے ہیں
انہیں سامان راحت ہیں جہان دوں کی تکلیفیں
شہ والا کے شیدائی سواد غم سمجھتے ہیں
سکھایا احترام آدمیت اس نے آدم کو
اسی کو ہم کمال عظمت آدم سمجھتے ہیں
محمد مصطفےٰ کی پیروی کر کے وہ سلجھالیں
نظام کا کل گیتی کو جو برہم سمجھتے ہیں
حیات جاوداں ہے ہمیں سرکار کی الفت
حدیث کبریا کو چشمہ زمزم سمجھتے ہیں
سماں الفقر فخری کا دکھایا جس نے شاہی میں
اسی کو عارفان حق شہ عالم سمجھتے ہیں
تیرے کردار کی عظمت مثال سورہ رحماں!
تجھے والنور والفرقاں، تجھے االزم سمجھتے ہیں
شفاعت کو تیری شاہینؔ رسول ہاشمی بس ہیں
تو سامان وفا کرلے وہ کیف و کم سمجھتے ہیں

شہنواز بانوشاہین، چکمگلور

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بانیِٔ محفل امکاں ہیں رسول عربی
ہادی منزل عرفاں ہیں رسول عربی
رہبر جادہ حق صدق و یقین کے مالک
مخزن رفعت قرآں ہیں رسوول عربی
آپ کے نور سے روشن ہے خدائی ساری
بخدا رحمت یزداں ہیں رسول عربی
کوئی اس شان کا آیا نہ نبی دنیا میں
نازش و فخر رسولاں ہیں رسول عربی
تحفہ دولت توحید ملا دنیا کو
حق وایماں کا گستاں ہیں رسول عربی
ظلمت جہل مٹی درس محمد جو ملا
صورت مہر درخشاں ہیں رسول عربی
سجدے کرتی ہوئی بنگلور سے یثرب پہنچوں
تاج کے دل کا یہ ارماں ہے رسول عربی

تاج النساء تاج، بنگلور

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

طاعت پہ رسول اکرم کی گر اپنا گذارا ہو جائے
کیا چیز ہیں دنیا اور عقبیٰ اللہ ہمارا ہو جائے

تقدیر سے میں پہنچوں گی اگر روضہ پہ نبی رحمت کے
جینے کا وہاں پہ ذکر ہی کیا مرنا بھی گوارا ہو جائے

وہ گنبد خضرا کا منظر دیکھ آئے دار طیبہ سے
ہے جن کی تمنا دنیا میں جنت کا نظارہ ہو جائے

طوفان کا اسے کیا خطرہ ہے ساحل کی اسے کیا پروا ہے
منجھدھار میں جس کو اے نکہت آقا کا سہارا ہو جائے

صبا نکہت، بھٹکل

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نبی کی نعت سے معمور ہے دل
اسی سے تو ہوتا ہے ایمان کامل
مٹوں گی میں ناموس محبوب حق پر
یہی ہے مری زندگی کا حاصل
پکاروں گی جب صدق دل سے نبی کو
تو آسان ہو جائے گی میری مشکل
سلامت رہے میری نسبت نبی سے
دکھاتا ہے آنکھیں مجھے چرخ باطل
ملے نعت لکھنے کی توفیق یارب
بنے خامہ راز بھی اس کے قابل

رضیہ یاسمین راز، بنگلور

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بروزِ ازل جس کا چرچا ہوا
جبیں پر وہ آدم کی روشن ہوا
یتیم و یسیر اور امی جو تھا
وہ نبیوں کا سردار مانا گیا
خدا نے بلایا انہیں عرش پر
نبی کو مرے ایسا رتبہ ملا
نبی کی ولادت کی کیا شان ہے
صحیفوں میں بھی اس کا چرچا ہوا
میں عاصی گنہگار جو کچھ بھی ہوں
سہارا قیامت میں ہے آپ کا

فاطمہ رداؔ بمکوری

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جب رخ پاک کے انوار چھلک جاتے ہیں
دیدہ دل کے حجابات سرک جاتے ہیں

پھول جب یاد مدینہ کے مہک جاتے ہیں
اشک بے ساختہ آنکھوں سے ٹپک جاتے ہیں

بڑھ کے آغوش میں لے لیتا ہے آقا کا کرم
ان کے الطاف سے ذرے بھی چمک جاتے ہیں

ہم کو پروا نہیں راہوں میں بچھے خاروں کی
پڑتے ہی صلی علیٰ خار مہک جاتے ہیں

جانے تاثیر ہے کیا نام میں آقا کے دشمن
دل دھڑک اٹھتا ہے آنسو بھی چھلک جاتے ہیں

شبانہ ثمین سمنکی، بھٹکل

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

عرش بریں سے نور جو اترا تمہیں تو ہو
والشمس والضحیٰ کا اجالا تمہیں تو ہو

دامن تمہارا تھام لیا جب تو فکر کیا
جاتا تو خلد کو ہے وہ رستا تمہیں تو ہو

سب خوبیاں سمیٹی ہوئی ایک ذات ہیں
سب انبیاسے ارفع وا علیٰ تمہیں تو ہو

تم جلوہ خدا بھی خدا کے حبیب بھی
ہے عرش کو بھی جسکی تمنا تمہیں تو ہو

ہوتے اگر نہ تم تو نہ ہوتی یہ کائنات
تخلیق کا ئنات کا منشا تمہیں تو ہو

تم سے اگر نہیں تو کرے کس سے وہ طلب
بیگم کے درد دل کا مداوا تمہیں تو ہو

شاہوار بیگم، بیگم، کولار

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

خدائے برتر و بے عیب کی ثنا کے لئے
مرے لبوں پہ ہے نام آپ کا دعا کے لئے

سزا کے خوف سے لرزاں نہ ہی جزا کے لئے
حیات میری رہےآپ کی رضا کے لئے

لرز گیا ہے مرا دل اوراشک برسے ہیں
اٹھے ہیں جب بھی مرے ہاتھ دعا اک کے لئے

بہت سفر کئے میں نے سبھی دشاؤں کے لئے
بس اب مدینہ بلا لیجئے خدا کے لئے

مرے نصیب میں بھی آپ کی زیارت ہو
میں صدقے جاؤں گی اس آپ کی عطا کے لئے

میں اس جہان میں ہوں نجم اس ندی کی طرح
ترس رہی ہے جو رحمت کی اک گھٹا کے لئے

پروفیسر مہ جبین نجم، میسور

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جبرئیل نے قلب دھو دیا
صحیفہ نبی آخرالزماں پر انڈیل دیا
کر دیا رحمتوں سے پرنور سینہ
طٰہٰ و یٰسین کی وحی ہوتی رہی
بحیثیت ہادی و رہبر
سبق دیتے رہے وحدت کا
زمین کو آسمان کر دیا
جینے کا سہارا دیا
مکمل ضابطہ حیات دیا
عمل پیرا
گر ہو جائے ابن آدم
پائے گا صبؔا وہ
منزل مقصود

نسیم خانم صبؔا (کپل)